ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۸ جمعۃ المبارک ۲۳/نومبر ۲۰۰۱ء شمارہ ۴۷

۷/رمضان ۱۴۲۲ہجری ☆ ۲۳/نبوت ۱۳۸۰ہجری شمسی

روزہ کی اھمیّت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان کے سب کام اس کے اپنے لئے ہیں مگر روزہ میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزا بنوں گا"۔

(بخاری کتاب الصوم)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

رمضان کا مہینہ مبارک مہینہ ھے

یہ مبارک دن ھیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ھیں

"رمض تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل وشرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ اس لئے روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔ اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینہ میں آیا اس لئے رمضان کہلایا۔ میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ عرب کے لئے یہ خصوصیت نہیں ہو سکتی۔ روحانی رمض سے مراد روحانی ذوق وشوق اور حرارت دینی ہوتی ہے۔ رمض اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہو جاتے ہیں"۔ (الحکم ۲۲/ جولائی ۱۹۰۱ء)

اسی طرح فرمایا: "رمضان کا مہینہ مبارک مہینہ ہے۔ دعاؤں کا مہینہ ہے"۔ (الحکم ۱۴/ جنوری ۱۹۰۱ء)

نیز فرمایا: "میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں۔ طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں"۔ (الحکم ۲۴/ جنوری ۱۹۰۱ء)

یہ محض اللہ کا احسان ھے کہ ھم فوج درفوج لوگوں کے احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ھونے کے نمونے دیکھتے ھیں ۔ اس وقت اپنی بڑائی نھیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنی چاھئے اور استغفار کرنا چاھئے

"سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ" کو ایک وِرد کے طور پر پڑھنا چاہئے

قرآنی آیات، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے سبّوحیت کے مضمون کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۹/ نومبر ۲۰۰۱ء)

(لندن ۹/نومبر ۲۰۰۱ء): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے گزشتہ جمعہ سے قبل کے جمعہ میں جاری اللہ تعالیٰ کی صفت سبوحیت کے مضمون کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے قرآنی آیات، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے اس کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کی اور ساتھ ساتھ ان آیات میں مذکور اہم مضامین کی ضروری تشریحات بیان فرمائیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کے ذکر میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ النمل آیت ۹ میں فرمایا ہے کہ انہیں آواز دی گئی کہ ﴿بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ﴾ یعنی وہ برکت دیا گیا ہے جو آگ میں ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آگ میں خدا نہیں تھا کیونکہ خدا تو برکت دینے والا ہے اور پھر اس جگہ ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ فرما کر بھی اس خیال کی نفی فرما دی گئی ہے۔

سورۃ الزمر آیت ۶۸ کے ضمن میں حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ آیت بھی اللہ تعالیٰ کی عظمت کا اور سبوحیت کا بیان کرتی ہے۔ آسمانوں کے اللہ تعالیٰ کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہونے کی تشریح کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس سے مراد طاقت کا ہاتھ ہے۔ حضور نے فرمایا کہ سائنس دانوں کی تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ زمین و آسمان کے بلیک ہول میں جانے سے پہلے ان کی صف لپیٹ دی جائے گی۔

سورۃ الزخرف آیات ۱۳ تا ۱۵ کی تشریح میں حضور نے فرمایا کہ سفر سے پہلے یہ دعا "سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ" ضرور پڑھنی چاہئے، اس سے بہت فائدہ پہنچتا ہے۔ حضور نے ایک حدیث بھی پڑھ کر سنائی جس میں سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُلِلّٰهِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ کو جنت کے پودے بتایا گیا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ سب استعارات ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے سورۃ الحدید، الحشر، الصّف، التغابن، الاعلیٰ اور النصر سے متفرق آیات کے حوالہ سے بھی سبوحیت کے مضمون کو بیان فرمایا۔ سورۃ النصر کی آیات ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ﴾ کی تشریح میں حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ الحمد للہ کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے قدموں کی برکت ہم بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ فوج در فوج لوگ پچھلے سال بھی احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہوئے تھے، اس سال بھی ہم امید رکھتے ہیں۔ اس وقت اپنی بڑائی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنی چاہئے اور استغفار کرنا چاہئے کہ نئے آنے والوں کی کمزوریوں کے شر سے اللہ تعالیٰ آپ کو محفوظ رکھے اور آپ کی کمزوریوں کو دیکھ کر وہ بد یا بے ایمان نہ ہو جائیں۔ یہ محض اللہ کا احسان ہے کہ ہم فوج در فوج لوگوں کے داخل ہونے کے نمونے دیکھتے ہیں۔ حضور نے یہ بھی فرمایا کہ جو تبلیغ کرنے والا دعا سے غافل ہو جاتا ہے اس کی تبلیغ میں کوڑی کا بھی فائدہ نہیں ہوتا۔ حضور نے آخر پر حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے الہامات بھی پیش فرمائے جن میں سبوحیت کا مضمون بیان ہے۔ حضور نے فرمایا کہ "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ" کثرت کے ساتھ پڑھنا چاہئے۔ اس کے ساتھ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ کی دعا کو بھی تہجد میں ایک ورد کے طور پر پڑھا کریں۔

۞۞۞..........۞۞۞۞..........۞۞۞

روزہ کی ایک بنیادی غرض۔ حصول تقویٰ

نصیر احمد قمر

رمضان کا مقدس و مبارک مہینہ مومنین صالحین کے قلوب پر اپنے بے انتہا فیوض و انوار کی بارشیں برساتا ہوا بڑی تیزی سے آگے بڑھ رہاہے۔ ہر طرف رحمت کی نسیم چل رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور مغفرت اور دعاؤں کی قبولیت کا فیضان عام جاری ہے۔

روزہ کوئی بوجھ نہیں بلکہ جیساکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایاہے روزہ مومنوں پر اس لئے فرض کیا گیاہے ﴿لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْن﴾ تاکہ تم متقی ہو جاؤ۔ چنانچہ مومنین کا فرض ہے کہ وہ روزہ کی اس بنیادی غرض کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں ورنہ ان کا بھوکا پیاسا رہنا ایک بے فائدہ اور بے ثمر عمل ٹھہرے گا۔

تقویٰ ایک وسیع المعانی لفظ ہے اور قرآن مجید واحادیث نبویہ میں اور اسی طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات و فرمودات میں اس کے مختلف پہلوؤں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ تقویٰ کے لفظ میں بنیادی حروف و، ق اور ی ہیں جس کے معنے بچنے کے ہیں۔ چنانچہ عربی میں اسی مادہ سے ایک لفظ "وِقَایَة" ہے جس کے معنے ڈھال کے ہیں جو دشمن کے حملہ سے بچاؤ اور حفاظت کا ایک ذریعہ ہے۔ حضرت نبی اکرم ﷺ نے اپنے ایک ارشاد مبارک میں روزوں کو بھی ڈھال قرار دیاہے کیونکہ روزے انسان کے گناہوں کی بخشش اور نجات کا ایک ذریعہ ہیں۔

روزہ کا مقصد صرف بھوکا اور پیاسا رہنا نہیں بلکہ خدا کے حکم کے تابع اور اس کی رضا کی خاطر جب انسان بعض حلال چیزوں کو بھی ترک کرتاہے اور عبادت میں شغف اور کثرت دعا اور انابت الی اللہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے قرب کی راہوں میں آگے بڑھنے کی سعی کرتاہے تو اللہ تعالیٰ اپنی بے پایاں رحمت و مغفرت کے ساتھ اُس سے زیادہ شفقت اور رحم کے ساتھ اس پر جھکتاہے یہاں تک کہ وہ اسے اپنی پناہ میں لے لیتاہے۔ اور جو خدا کی پناہ میں آجائے کون ہے جو ایسے شخص کو کسی قسم کی تکلیف یا دکھ پہنچا سکے۔ اور یہی روزے کا مقصود ہے کہ انسان اللہ کا تقویٰ اختیار کرے یعنی خدا کو اپنی سپَر بنائے اور اس کی حفظ وامان کے سایہ تلے آجائے۔ پس روزہ تمام دینی و دنیوی شرور سے حفاظت کا ایک ذریعہ ہے۔

رمضان کے ان بابرکت ایام میں جبکہ خصوصیت سے تلاوت قرآن مجید بھی کثرت کے ساتھ کرنے کا حکم ہے، ہمارا فرض ہے کہ تلاوت کے دوران جہاں متقین کا ذکر آتاہے اور تقویٰ کا مضمون بیان فرمایا گیاہے اس پر ٹھہر کر خاص طور پر غور کریں اور اپنے طور پر جائزہ لیں کہ کیا ہم تقویٰ کی راہوں پر گامزن ہیں یا نہیں اور پھر جہاں جہاں اس پہلو سے کوئی کمی یا نقص دکھائی دے اسے دور کرنے کی طرف متوجہ ہوں۔

قرآن مجید میں جب بھی تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا گیاہے تو سب سے اوّل اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کا حکم ہے۔ تقویٰ کے ایک معنی ڈھال یا بچاؤ کے ذریعہ کے بھی ہیں۔ چنانچہ تقویٰ اللہ اختیار کرنے کے حکم کا ایک پہلو یہ ہے کہ تم اللہ کو اپنی ڈھال بناؤ۔ ہر قسم کے خطرات، ہر قسم کے ظاہری وباطنی شر اور فساد اور نقصان سے بچنے کے لئے اللہ کی پناہ میں آؤ۔ کیونکہ صرف وہی ایک ایسی ذات ہے جو ہر لحہ اور ہر آن ہر قسم کے شر اور نقصان سے تمہاری حفاظت کر سکتی ہے۔ وہی ہے جس کی امان میں آکر تم ہر قسم کی راحت اور سرور حاصل کر سکتے ہو۔ ورنہ تمہاری صحتیں، تمہاری طاقتیں، تمہاری صلاحیتیں، تمہارے ازواج و اولاد، تمہارے اموال، تمہاری جائیدادیں، تمہارے دوست احباب یا تعلق والے، تمہارے قبیلے، تمہاری اقوام، تمہاری حکومتیں، تمہاری چالاکیاں یا کسی قسم کی تدبیریں خدا کے مقابل پر تمہارے کسی کام نہیں آسکتیں اور نہ تمہیں حقیقی خوشی پہنچا سکتی ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"اگر تم خدا کے ہو جاؤگے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہوگے اور خدا تعالیٰ تمہارے لئے جاگے گا۔ تم دشمن سے غافل ہوگے اور خدا اسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے کو توڑ دے گا۔ .... خدا ایک پیارا خزانہ ہے اس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے۔ تم بغیر اس کے کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں"۔ (کشتی نوح).

اس لئے اگر تم سچی خوشی اور دائمی خوش حالی اور ابدی سکون اور اطمینان قلب کے متمنی ہو تو اللہ کی حفاظت میں آجاؤ۔ اس کو اپنی ڈھال بنالو۔ اس میں نہاں ہو جاؤ۔ یہی ہر مذہب کی بنیادی تعلیم ہے۔ تمام انبیاء کرام اسی کی طرف لوگوں کو بلاتے رہے۔ چنانچہ جنہوں نے اس آواز پر لبیک کہا، اللہ نے ان کی نصرت فرمائی اور ان کے دشمنوں کو ناکام و نامراد کیا۔ قرآن مجید ایسی مثالوں سے بھرا پڑا ہے۔

پھر قرآن مجید اور احادیث رسول ﷺ سے معلوم ہوتاہے کہ تقویٰ ہر نیکی کی جڑ بھی ہے اور تقویٰ کی جڑ سے نشوونما پانے والے نیک اعمال ہی انسانوں کو تقویٰ کے بلند تر مراتب تک پہنچانے کا موجب بنتے ہیں۔ تقویٰ کے یقیناً بہت سے مراتب ہیں۔ انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین کے تقویٰ میں بہت فرق ہوتاہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ سیدالمرسلین حضرت محمد مصطفی ﷺ سب سے زیادہ متقی تھے۔ خود آپؐ نے ایک موقعہ پر اللہ کی اس نعمت کے اظہار کے لئے فرمایاکہ میں "اتقٰی"، یعنی تم میں سے سب سے زیادہ متقی ہوں۔ پس تقویٰ کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ حضرت رسول مقبول ﷺ کے اسوہ پر قدم مارے جائیں۔

آپؐ نے تقویٰ کی راہوں پر خود چل کر کے امت کے لئے جو نمونہ قائم فرمایاہے وہی راہیں ہیں جن پر چلنے سے انسان تقویٰ کو پاسکتاہے۔

قرآن مجید میں سورۃ البقرہ کی آیت ۱۸۴ جس میں مومنوں پر روزوں کو فرض قرار دیا گیاہے اور اس کی غرض تقویٰ بتائی گئی ہے اس سے یہ بھی استنباط ہوتاہے کہ خود روزہ بھی تقویٰ کی راہوں میں سے ایک راہ ہے اور حصول تقویٰ کا ایک ذریعہ ہے۔ چنانچہ حدیث نبوی میں روزہ کو ڈھال قرار دیا گیاہے۔ اور زمانے کی تکلیفوں اور ہلاکتوں سے اور خدا کے عذاب سے بچانے کا ذریعہ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے یعنی اسے اپنی ڈھال بنانے اور اس کی حفظ وامان میں جگہ پانے کے لئے روزہ ایک بہت ہی اہم طریق ہے۔ روزہ سے انسان کو اپنے نفس پر قابو حاصل ہوتاہے۔ روزہ کی حالت میں انسان بہت سی جائز چیزوں سے بھی باوجود سامانوں کے مہیا ہونے کے اور ضرورت کے محض اس لئے رکا رہتاہے کہ اللہ تعالیٰ نے روزہ کی حالت میں ان کے استعمال سے منع فرمایاہے۔ حالانکہ اگر وہ چاہے تو شدت پیاس یا بھوک کے وقت کوئی مشروب پی سکتاہے یا دیگر کھانے پینے کی اشیاء استعمال کر سکتاہے اور اگر اسے لوگوں کا خوف ہو تو ان کی نظروں سے چھپ کر بھی وہ ایسا کر سکتاہے۔ لیکن روزہ دار ایسا نہیں کرتا۔ کیوں؟ اس لئے کہ سچا روزہ دار ریاء کے خیالات سے پاک ہوتاہے۔ وہ خدا کی محبت میں اس کی خاطر روزہ رکھتاہے۔ وہ جانتاہے کہ میں نے جس کی خاطر روزہ رکھاہے اس کی نظروں سے کوئی چھپ نہیں سکتا۔ اور اس کی طرف سے روزہ کی حالت میں ان باتوں کی اجازت نہیں۔ غرضیکہ روزہ دار جب ان تمام جائز اور حلال باتوں سے بھی باوجود سامانوں کے مہیا ہونے کے اور باوجود ضرورت کے اور کسی قسم کی روک کے نہ ہونے کے صرف اس لئے رکتاہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی اجازت نہیں تو ایسے شخص سے صریح حرام اور ناجائز امور کے ارتکاب کی توقع کیسے کی جاسکتی ہے۔

اس وقت ہم جس دَور سے گزر رہے ہیں یہ دَور بہت ہی پُرفتن اور پُرآشوب ہے۔ دجالیت کے عنکبوتی تاروں نے معاشرہ کو اپنے شکنجوں میں جکڑ رکھاہے۔ دہریت اور الحاد کی زہریلی ہوائیں ہر طرف چل رہی ہیں۔ قسما قسم کی فحشاء اور بدیوں اور طرح طرح کے مکروفریب نے اس خطۂ زمین کا امن اٹھادیاہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار ممکن نہیں۔ پس نفس امارہ کے اندرونی حملوں اور شیطان کے بیرونی مفاسد سے بچنے کی ایک اور صرف ایک ہی صورت ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کیا جائے اور وہ اپنے فضل اور رحم کے ساتھ ہماری دستگیری فرمائے اور اپنی پناہ میں لے لے۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"...... پس کیاہی بدقسمت وہ شخص ہے جو اس مختصر زندگی پر بھروسہ کر کے بکلی خدا سے منہ پھیر لیتاہے اور خدا کے حرام کو ایسی بے باکی سے استعمال کرتاہے کہ گویا وہ حرام اس کے لئے حلال ہے۔ غصہ کی حالت میں دیوانوں کی طرح کسی کو گالی، کسی کو زخمی اور کسی کو قتل کرنے کے لئے تیار ہو جاتاہے۔ اور شہوات کے جوش میں بے حیائی کے طریقوں کو انتہا تک پہنچادیتاہے۔ سو وہ سچی خوشحالی کو نہیں پائے گا یہاں تک کہ مرے گا۔ اے عزیزو! تم تھوڑے دنوں کے لئے اس دنیا میں آئے ہو اور وہ بھی بہت گزر چکے۔ سو اپنے مولا کو ناراض مت کرو۔ ایک انسانی گورنمنٹ جو تم سے زبردست ہو اگر تم سے ناراض ہو تو وہ تمہیں تباہ کر سکتی ہے۔ پس تم سوچ لو کہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے کیونکر بچ سکتے ہو۔

اگر تم خدا کی آنکھوں کے آگے متقی ٹھہر جاؤ تو تمہیں کوئی تباہ نہیں کر سکتا اور وہ خود تمہاری حفاظت کرے گا اور دشمن جو تمہاری جان کے درپے ہے تم پر قابو نہیں پائے گا۔ ورنہ تمہاری جان کا کوئی حافظ نہیں اور تم دشمنوں سے ڈر کر یا اور آفات میں مبتلا ہو کر بے قراری سے زندگی بسر کروگے اور تمہاری عمر کے آخری دن بڑے غم اور غصہ کے ساتھ گزریں گے۔ خدا ان لوگوں کی پناہ ہو جاتاہے جو اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ سو خدا کی طرف آؤ اور ہر ایک مخالفت اس کی چھوڑ دو اور اس کے فرائض میں سستی نہ کرو اور اس کے بندوں پر زبان سے یا ہاتھ سے ظلم مت کرو اور آسمانی قہر سے ڈرتے رہو کہ یہی راہ نجات ہے"۔ (کشتی نوح)

رمضان کا مہینہ گویا ایک تربیتی عرصہ ہے جس میں مومنوں کو یہ مشق کروائی جاتی ہے کہ وہ باوجود سامانوں کے مہیا ہونے کے اور ضرورت کے ان چیزوں سے رکتے ہیں جن سے رکے رہنے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایاہے اور ان امور کو بجا لاتے ہیں جن کے کرنے کو اس نے پسند فرمایاہے اور ان کے کرنے کا حکم دیاہے۔ گویا تمام امور میں اللہ کی اطاعت اور اس کی رضا کو مقدم کرنے کا بنیادی سبق ہے جو ہمیں روزوں میں ملتاہے۔ اور یہی تقویٰ کی پہلی منزل ہے کہ انسان اپنے تمام امور میں خواہ وہ دینی ہوں یا دنیاوی اللہ کی فرمانبرداری اور اس کی رضا کو مقدم رکھے اور کوئی ایسا کام نہ کرے جو اس کی مرضی کے خلاف ہو بلکہ "مرضیٔ مولیٰ از ہمہ اولیٰ" کا زریں اصول اس کی زندگی کا معمول بن جائے۔ اگر ایسا ہو تو یہی وہ تقویٰ کا بنیادی معیار ہے جو مومن کی تمام زندگی کو حسین سے حسین تر بناتا چلا جائے گا اور اس کے نیک اعمال کے پاکیزہ درخت کو اللہ کے حکم سے نئی رفعتیں عطا ہونگی اور نئے اور تازہ بتازہ شیریں پھل نصیب ہونگے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہو۔ ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے۔ جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہوگی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہوگا"۔

خدا کرے کہ ہم روزوں کی اس بنیادی غرض یعنی "تقویٰ" کو حاصل کرنے والے ہوں اور یہ تقویٰ ایک دفعہ ہمیں حاصل ہو تو پھر کبھی ہمارا

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

جماعت احمدیہ کے اردو تراجم و تفاسیر قرآن مجید
پاکستان کے فاضل سکالرز کا
ایک مختصر مگر محققانہ جائزہ

(دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت)

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ مسیح موعودؑ نے قیام جماعت سے قریباً سوا دو ماہ قبل اشتہار ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء میں طالبانِ حق کے لئے بیعت کی جو دس شرائط ربانی سپرد قلم فرمائیں ان میں چھٹی شرط یہ تھی کہ:

(بیعت کنندہ) "اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا"۔

(مجموعہ اشتہارات حصہ اول صفحہ ۱۹۰)

ازاں بعد آپ پوری عمر اپنے مخلص مریدوں کو پوری قوت و شوکت کے ساتھ یہ تلقین فرماتے رہے کہ:

"قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ...... تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سر چشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے۔ اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلا واسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے"۔

(کشتی نوح طبع اول صفحہ ۲۴ ۔روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۲۶)

اس ارشاد کی حقیقی معنوں میں تعمیل قرآن مجید کے صحیح اردو ترجمہ اور تفسیر کا تقاضا کرتی تھی اس لئے نہ صرف حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اپنے عہد مبارک میں اس کی طرف قلمی و لسانی دونوں اعتبار سے خصوصی توجہ مبذول فرمائی بلکہ آپؑ کے بعد آپؑ کے خلفاء اور جماعت احمدیہ کے علماء و فضلاء کی طرف سے قرآن عظیم کے اردو تراجم و تفاسیر کی وسیع پیمانے پر اشاعت کی گئی اور یہ سلسلہ کم و بیش ایک صدی پر محیط ہے۔

فاضل سکالرز کی خدمت میں ہدیۂ تشکر

ربِ کریم پاکستان کے مندرجہ ذیل فاضل سکالرز کو جزائے عظیم بخشے جنہوں نے اردو تراجم و تفاسیر پر نہایت درجہ عرق ریزی، باریک نظری اور محنت شاقہ سے مبسوط مقالے رقم فرمائے جن میں دوسرے مکاتیب فکر (Schools of Thought) کے بزرگ علماء کے تذکرہ کے ساتھ ساتھ احمدی مترجمین و مفسرین کی اس عظیم خدمت قرآن کا بھی مختصر مگر محققانہ جائزہ لیا ہے۔

اوّل......: جناب محمد عالم مختار حق صاحب لاہور۔

('رسالہ سیارہ ڈائجسٹ' قرآن نمبر ۷۰۔۱۹۶۹ء جلد ۲ صفحہ ۸۵۸ تا ۹۰۴۔ جلد ۳ صفحہ ۴۹۳ تا ۵۰۳)

دوم......: ڈاکٹر صالحہ عبدالحکیم شرف الدین ایم۔اے عربی، ایم۔اے فارسی، پی ایچ ڈی کویت۔

(کتاب 'قرآن حکیم کے اردو تراجم' ناشر قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی نمبر ۱ مطبوعہ ۱۹۸۱ء)

سوم......: جناب ڈاکٹر احمد خان صاحب ناظم مرکزی کتب خانہ جامعہ اسلامیہ فیصل مسجد اسلام آباد۔

(کتاب 'قرآن کریم کے اردو تراجم' پیش لفظ و نظر جناب سید عبدالقدوس ہاشمی صاحب سابق لائبریرین ادارہ تحقیقات اسلامی ممبر المجمع الفقہی مکہ مکرمہ ۔ناشر مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد۔ اشاعت ۱۹۸۷ء)

چہارم......: جناب جمیل نقوی صاحب کراچی۔

('اردو تفاسیر' ناشر ڈاکٹر جمیل الدین عالی صاحب صدر نشین مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد ۔طبع اول ۱۹۹۲ء)

یہ سب حضرات جنہوں نے جانکاہ تلاش و تحقیق اور طویل علمی جدوجہد کے بعد اپنے مقالوں اور کتابوں کو فراست اور بصیرت کی روشنی میں مرتب کیا اور پھر یہ معلومات آفریں اور بیش قیمت خزانہ ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا، لائق صد تحسین ہیں۔ خصوصاً دنیا بھر کے احمدی ان کی نگارشات کو بے حد قدر و احترام سے دیکھتے ہیں اور ممنون احسان ہیں کہ انہوں نے سلسلہ احمدیہ کی علمی تاریخ کے ایک نہایت اہم گوشہ کو بے نقاب کرنے میں حتی الوسع کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ ان کی یہ مخلصانہ کوششیں انتہائی مختصر، ناتمام اور سرسری ہونے کے باوجود مستقبل میں تحقیق مزید کرنے والوں کے لئے انشاءاللہ مشعل راہ کا کام دیں گی۔

فاضل سکالرز نے مجموعی طور پر سیدنا حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء احمدیت سمیت چوبیس احمدی شخصیات کے مطبوعہ مکمل یا جزوی تراجم و تفاسیر کا ذکر کر کے ان کی کتب کا تعارف بھی کرایا ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل اقتباسات اور تفصیل سے عیاں ہوگا۔

☆......☆......☆......☆

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ

۱......: "مرزا غلام احمد (بانیٔ سلسلہ احمدیہ) تفسیر سورۃ العصر، فاتحہ۔ ۱۳۲۱ھ ۔ مرزا صاحب کی ۸۰ کے قریب تصانیف میں قرآن کریم کی آیات و سور کے ترجمہ و تفسیر کا بیشتر حصہ خزینۃ العرفان کے نام سے دس جلدوں میں قادیان سے شائع ہو چکا ہے"۔

("سیارہ ڈائجسٹ" قرآن نمبر حصہ دوم صفحہ ۹۰۰)

۲......: "غلام احمد ربانی (احمدی) تفسیر سورۃ العصر و فاتحہ ۱۳۲۱ھ ۔(مرزا صاحب کی ۸۰ کے قریب تصانیف میں قرآن کریم کی آیات و سور کے ترجمے و تفسیر کا بیشتر حصہ "خزینۃ العرفان" کے نام سے دس جلدوں میں قادیان سے شائع ہو چکا ہے)"۔

۳......: "غلام احمد قادیانی مرزا۔ خزینۃ المعارف تفسیر سورۃ فاتحہ ربوہ (قادیان) جلد اول ادارۃ المصنفین صفحہ ۳۸۲ (محمد فضل چنگوی نے براہین احمدیہ اور کرامات الصادقین سے اخذ کر کے مرتب کی ہے)"۔

۴......: "تفسیر سورۃ البقرہ۔ ادارۃ المصنفین صفحہ ۲۹"۔(اردو تفاسیر صفحہ ۸۲، ۸۳)

۵......: "غلام احمد مرزا قادیانی (متوفی ۱۹۰۸ء)۔ تفسیر سورۃ العصر و الفاتحہ۔ مطبع معلوم نہیں۔ ۱۳۳۱ھ / ۱۳۱۳ء۔ حامل متن مؤلف قادیانی فرقہ کے بانی ہیں۔(جزوی)"

۶......: "خزانۃ المعارف۔ طبع اول۔ قادیان۔ مطبع ضیائے اسلام ۱۲۰۶ء۔ ۲ جلدیں (صفحہ ۲۸۴) حامل متن۔ یہ ترجمہ و تفسیر صرف سورۃ فاتحہ پر مشتمل ہے۔ مؤلف قادیانی فرقہ کے بانی ہیں۔ جزوی"۔(قرآن کریم کے اردو تراجم صفحہ ۱۶۲)

(نمبر ۵، نمبر ۶ میں سن کی غلطی ہے۔ مگر اس جگہ نقل بمطابق اصل ہدیۂ قارئین ہے)

☆......☆......☆......☆

حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ

۱......: "نورالدین حکیم۔ خلیفہ اوّل احمدی۔ تفسیر سورۃ جمعہ۔ امرتسر۔ وزیر ہند پریس ۱۹۲۵ء"۔

(سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر جلد دوم۔ صفحہ ۹۰۱)

۲......: "۱۹۱۰ء مطابق ۱۳۲۸ھ ترجمۃ القرآن از مولانا حکیم نورالدین کی طباعت آگرہ کے خیر خواہ اسلام پریس میں ہوئی۔ یہ مولانا کے درس قرآن سے اخذ کر کے قلمبند کیا گیا ہے"۔

(قرآن حکیم کے اردو تراجم صفحہ ۱۲۱)

۳......: "تفسیر سورۃ الجمعہ از حکیم نورالدین ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۹۲۵ء امرتسر کے وزیر ہند پریس میں طبع ہوئی"۔(ایضا صفحہ ۱۵۲)

۴......: "نورالدین حکیم۔ تفسیر سورۃ جمعہ امرتسر وزیر ہند پریس ۱۹۲۵ء۔ حامل متن ترجمہ و تفسیر شامل ہیں۔ مترجم قادیانی فرقہ کے خلیفہ اول ہیں جزوی"۔(قرآن کریم کے اردو تراجم صفحہ ۲۶۳)

۵......: "ترجمہ (قرآن) آگرہ: خیر خواہ اسلام پریس ۱۹۱۰ء۔ ہمراہ قرآن کریم۔ غلام احمد قادیانی کے خلیفہ اول کا یہ ترجمہ جو درس قرآن کی صورت میں اخبار "بدر" میں بالاقساط چھپتا رہا اسے میرٹھ کے ایک احمدی نے آگرہ سے کتابی صورت میں شائع کیا "۔(مکمل)

۶......: "تفسیر سورۂ فاتحہ تا سورۂ الناس۔ قادیان: ضمیمہ اخبار بدر۔ فروری ۱۹۰۹ء آخر دسمبر ۱۹۱۲ء ۴۰۲ص، ۲۔

پورا قرآن ہمراہ نہیں ہے کہیں کہیں آیات والفاظ قرآن دئے گئے ہیں مترجم و مفسر قادیانی فرقہ کا خلیفہ اول ہے۔

اس طباعت کا ایک نسخہ کتب خانہ ادارہ تحقیقات اسلامی (اسلام آباد) میں داخلہ نمبر ۷۵۴۷۲ پر بھی موجود ہے۔(مکمل)"

۷......: "درس قرآن۔ قادیان: ۱۹۳۲ء۔ ہمراہ قرآن کریم۔ مترجم غلام احمد قادیانی کے خلیفہ تھے۔ پہلے یہ ترجمہ قادیان سے اخبار "بدر" میں بالاقساط شائع ہوتا رہا۔ بعد میں وہیں سے کتابی صورت میں چھاپ دیا گیا۔(مکمل)

(قرآن کریم کے اردو تراجم صفحہ ۲۶۴)

☆......☆......☆......☆

حضرت مصلح موعودؓ

۱......: "۱۹۵۶ء مطابق ۱۳۷۶ھ۔ "تفسیر کبیر مع ترجمہ قرآن" از مرزا بشیرالدین محمود احمد امیر جماعت قادیان۔ "تفسیر کبیر" گیارہ جلدوں میں ہے۔ ترجمے کی زبان روانی اور سلاست ہے۔ پہلا ایڈیشن ربوہ سے شائع ہوا تھا۔ اس کے بعد ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۹۶۶ء "ترجمہ قرآن" مع تفسیر صغیر لاہور کے نقوش پریس میں چھپا۔ آرٹ پیپر پر بڑی

MTA + DIGITAL CHANNELS skydigital

You can now watch MTA on 13°E and on Sky 28.2°E in UK and Europe.
We supply and install all makes, for fixed or motorised systems across UK and Europe.
Installation engineer's phone numbers as listed:

UK ENGINEER LIST	
London:	0208 480 8836
London:	07900 254520
London:	07939 054424
London:	07956 849391
London:	07961 397839
High Wycombe:	01494 447355
Luton:	01582 484847
Birmingham:	0121 771 0215
Manchester:	0161 224 6434
Sheffield:	0114 296 2966
W.Yorkshire:	07971 532417
Edingburgh:	0131 229 3536
Glasgow:	0141 445 5586

EUROPE ENGINEER LIST	
France:	01 60 19 22 85
Germany:	08 25 71 694
Germany:	06 07 16 21 35
Italy:	02 35 57 570
Spain:	09 33 87 82 77
Holland:	02 91 73 94
Norway:	06 79 06 835
Denmark:	04 37 17 194
Sweden:	08 53 19 23 42
Switzerland:	01 38 15 710

PRIME TV
B4U
SONY
BANGLA TV
ARY DIGITAL
ZEE TV

MAIL ORDER
SMS, Unit 1A Bridge Road
Camberley, Surrey. GU15 2QR. UK
Tel: 01276 20916 Fax: 01276 678740
e-mail: sms.satellite@business.ntl.com
EXPORT

نفاست اور خوبصورتی سے طبع ہوا ہے۔ ہر صفحہ میں دو کالم میں ایک میں عربی متن ہے اور اس کے مقابل کالم میں اردو ترجمہ۔ حاشیہ میں تفسیری نوٹ ہیں۔ صفحات کی کل تعداد نوسوچون (۹۵۴) ہے"۔

(قرآن کریم کے اردو تراجم صفحہ ۱۳۲)

۲......:"بشیر الدین محمود احمد مرزا خلیفہ ثانی جماعت احمدیہ۔ ترجمہ قرآن مع تفسیر صغیر لاہور۔ نقوش پریس ۱۹۶۶ء صفحات ۹۵۴۔ کیفیت ۱۹۶۶ء میں بہترین ایڈیشن، آرٹ پیپر پر بڑی نفاست سے چھپا۔ صفحہ دو کالمی ہے۔ ایک میں متن اور دوسرے میں ترجمہ۔ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دئے گئے ہیں۔ تفسیر کبیر ۱۱ جلدوں میں شائع ہو چکی ہے"۔

(سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر جلد دوم صفحہ ۸۶۴)

۳......:"قرآن مجید مع ترجمہ و فوائد تفسیریہ (پارہ اول) قادیان ضیاء الاسلام پریس ۱۹۱۵ء۔ احمدی علماء کی ایک جماعت نے حسب ہدایت مرزا بشیر الدین محمود (خلیفہ ثانی) ترجمہ و تفسیری فوائد قلمبند کئے"۔

(ایضا صفحہ ۹۰۴)

۴......:"بشیر الدین محمود احمد۔ ترجمہ قرآن مع تفسیر صغیر۔ طبع دوم، لاہور: نقوش پریس، ۱۹۶۶ء۔ ۹۵۴ ص۔ ہمراہ قرآن کریم۔ اس طباعت کا ایک نسخہ خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ میں بھی موجود ہے۔ (مکمل)"

۵......:"تفسیر سورۃ البقرہ۔ طبع اول، ربوہ۔ الشرکۃ الاسلامیہ ۱۹۶۲ء۔ ۶۶۰ ص۔

حامل متن سورۂ بقرہ کا یہ ترجمہ و تفسیر دسویں رکوع سے لے کر آخر سورہ تک ہے۔ مولف احمدی فرقہ سے متعلق ہیں۔ اس طباعت کا ایک نسخہ بیت القرآن (لاہور) میں بھی موجود ہے۔ (جزوی)"۔

۶......:"تفسیر صغیر ربوہ: ادارۃ المصنفین ۱۹۵۷ء۔ ۱۴۶۶ ص۔ ہمراہ قرآن کریم۔ (مکمل)"۔

(قرآن کریم کے اردو تراجم صفحہ ۶۲۔۶۳)

۷......:"بشیر الدین محمود قادیانی مرزا۔ تفسیر کبیر ربوہ۔ الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ۔ ۱۹۴۰ء ۶ حصے (۱۱ جلد) صفحات ۵۳۴۹"۔

۸......:"بشیر الدین محمود مرزا (خلیفہ ثانی جماعت احمدیہ) ترجمہ قرآن مع تفسیر صغیر۔ م۔ لاہور۔ نقوش پریس ۱۹۶۶ء پہلا ایڈیشن ۱۹۵۷ء میں ربوہ سے شائع ہوا"۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

برکات رمضان

(عبدالباسط شاھد)

قرآن مجید کے نزول سے خاص مناسبت رکھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے رمضان کے مہینہ میں غیر معمولی برکات و خصوصیات رکھی ہیں۔ اس مہینہ میں بہت سی عبادات جمع ہو جاتی ہیں اور آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق وہ شخص بہت ہی بدنصیب اور محروم ہے جو اپنی زندگی میں رمضان کا مہینہ پائے مگر اس کی برکات کے حصول کی پوری طرح کوشش نہ کرکے اپنے اگلے پچھلے سب گناہوں کو معاف نہ کروالے۔

آنحضرت ﷺ اس مہینہ میں قرآن مجید کی تلاوت کا خاص اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ صحیح اور مستند احادیث کے مطابق حضور ﷺ حضرت جبرائیل کے ساتھ اس مبارک مہینہ میں قرآن مجید کا دور مکمل کیا کرتے تھے۔ اسی مبارک سنت کو قائم رکھنے اور اس سے پوری طرح فائدہ اٹھانے کے لئے ہماری جماعت میں یہ بابرکت طریق جاری ہے کہ اس ماہ میں قرآن مجید کا درس دیا جاتا ہے۔ پہلے تو یہ درس مختلف جماعتوں میں علماء سلسلہ دیا کرتے تھے مگر مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کی بے شمار برکات میں سے ایک بہت بڑی برکت یہ بھی ہے کہ اب رمضان کے بابرکت مہینہ میں ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ قرآن مجید کا درس دیتے اور دنیا بھر کے مخلصین کے علم و عرفان اور روحانی ترقی کا بیش قدر سامان مہیا فرماتے ہیں۔ قرآن مجید کی انفرادی تلاوت اور نماز تراویح میں قرآن سننے سنانے کا سلسلہ اس کے علاوہ بھی جاری رہتا ہے۔

صدقہ و خیرات کی طرف بھی ان مبارک ایام میں زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔ حضور ﷺ نے بھی یہ ارشاد فرمایا ہے کہ رمضان کے مہینہ میں کی جانے والی نیکی کا ثواب عام دنوں میں کی جانے والی نیکی سے کئی گنا زیادہ ہوتا ہے۔ جماعت میں ہمیشہ سے یہ بابرکت طریق بھی جاری ہے کہ ان ایام میں چندوں کی ادائیگی کی طرف زیادہ توجہ دی جاتی ہے تاکہ اس نیکی کا اجر زیادہ ہو سکے۔ نماز تہجد اور نوافل کی ادائیگی کا بھی ان دنوں میں خاص اہتمام ہوتا ہے۔ سحری کے لئے تو لوگ جلدی جاگنے کا اہتمام کرتے ہی ہیں تھوڑا پہلے جاگ کر تہجد کی نماز بآسانی ادا کی جا سکتی ہے۔ اس طرح اگر ایک دفعہ تہجد کی نماز کا سلسلہ شروع ہو جائے اور اس کی برکات و فوائد کا چسکا لگ جائے تو یہ ایک مستقل فائدہ ہے کیونکہ نماز تہجد قرب الٰہی کے حصول کا بہت ہی مؤثر ذریعہ ہے۔

رمضان کے روزوں کی مناسبت سے یہ ذکر بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان دنوں میں کم کھانے کی وجہ سے انسان کی صحت پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔ اس فائدہ کو حاصل کرنے کے لئے یہ امر بہت ہی ضروری ہے کہ سحری و افطار کے وقت بہت زیادہ مقدار میں اور زیادہ مرغن کھانے نہ کھائے جائیں کیونکہ اس طرح فائدہ کی بجائے نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے۔ زیادہ کھانے کی ایک وجہ ہمارا یہ خیال ہوتا ہے کہ سارا دن بھوکا رہنے سے کمزوری ہو جائے گی اس لئے زیادہ مقدار میں اور زیادہ مقوی اور مرغن کھانے استعمال کئے جائیں۔ اس کے نتیجہ میں پیٹ کی خرابیوں اور موٹاپے کی بیماری کے علاوہ یہ نقصان بھی ہوتا ہے کہ اس طرح روزہ رکھنے والا طبیعت کی گرانی، سستی اور نیند کی وجہ سے اپنا وہ قیمتی وقت جو وہ عبادت اور ذکر الٰہی میں بسر کر سکتا تھا ضائع کر دیتا ہے جو یقیناً ایک بہت بڑا نقصان ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کم اور ہلکا پھلکا کھانا کھانے سے طبیعت میں شگفتگی رہتی ہے جس سے عبادات کی طرف زیادہ توجہ دی جا سکتی ہے۔ ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ متعدد مرتبہ اپنے خطبات، درسوں اور کلاسوں وغیرہ میں اس ضروری امر کی طرف توجہ دلا چکے ہیں کہ کم کھانے سے بہت سے جسمانی اور روحانی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ آنحضور ﷺ نے کم کھانے کو ایمان کی نشانی قرار دیا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام رمضان سے پوری طرح فائدہ اٹھانے کے لئے ایک نہایت کار آمد اور مفید نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ رمضان میں کثرت عبادت اور رقت و خشوع کی وجہ سے طبیعت میں نیکی کی طرف جو میلان پیدا ہوتا ہے اس سے مستقل اور زیادہ فائدہ اٹھانے کے لئے ہر شخص اس بات کا عہد کرے کہ وہ اس رمضان میں اپنی کسی کمزوری اور گناہ کو ترک کرکے اس کی جگہ کوئی زائد نیکی اختیار کرے گا۔

خدا تعالیٰ ہمیں رمضان کی برکات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اعلان نکاح

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۴ر نومبر ۲۰۰۱ء بعد نماز عصر مسجد فضل لندن میں تشہد، تعوذ اور آیات مسنونہ کی تلاوت کے بعد حسب ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

پہلا نکاح عزیزہ حمدیٰ قرۃ العین بنت مکرم سید قمر سلیمان احمد صاحب ساکن ربوہ کا عزیزم مرزا علی بشیر احمد صاحب ابن مکرم مرزا نصیر احمد صاحب طارق ساکن جہلم کے ساتھ تین لاکھ روپے حق مہر پر طے پایا۔

عزیزہ حمدیٰ مکرم سید میر داؤد احمد صاحب مرحوم کی پوتی اور حضرت سید میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پڑپوتی ہیں اور عزیزم مرزا علی بشیر احمد مکرم صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب کے پوتے اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پڑپوتے ہیں۔

دوسرا نکاح عزیزہ صائمہ نعیم خان بنت مکرم نعیم الدین خان صاحب ساکن لندن کا عزیزم مقبول احمد ابن مکرم بشارت احمد صاحب ساکن لندن کے ساتھ پانچ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا۔

مکرم نعیم الدین خان صاحب کو لمبا عرصہ اسیر راہ مولا رہنے کی سعادت حاصل ہے اور آپ نے بہت مشکل حالات میں جماعت کے لئے قربانی دی ہے۔

اعلانات نکاح کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر دو نکاحوں میں دولہا اور دلہن کو اپنے والدین اور بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آخر پر حضور نے ان نکاحوں کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی۔ اللہ تعالیٰ یہ رشتے جانبین کے لئے بہت بابرکت فرمائے۔

قرآن شریف کا عربی متن جاننا ضروری ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ہم ہرگز فتویٰ نہیں دیتے کہ قرآن کا صرف ترجمہ پڑھا جاوے۔ اس سے قرآن کا اعجاز باطل ہوتا ہے۔ جو شخص یہ کہتا ہے وہ چاہتا ہے کہ قرآن دنیا میں نہ رہے بلکہ ہم تو یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ دعائیں جو رسول اللہ ﷺ نے مانگی ہیں وہ بھی عربی میں پڑھی جاویں"۔

(ملفوظات جلد ۵ ایڈیشن اول صفحہ ۳۶۸)

(مرسلہ: ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد، تعلیم القرآن وقف عارضی)

محض اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ خاکسار نے سوئٹزرلینڈ کی کنٹون Zug میں محکمہ صحت کی اجازت سے باقاعدہ قانون کے مطابق بطور ہومیوپیتھ کام شروع کر دیا ہے۔ الحمد للہ

ضرورت منداحباب ہر قسم کی تکالیف کے علاج کے واسطے تشریف لائیں۔

علاوہ ازیں کسی بھی ملک یا جگہ سے دوست فون یا خط کے ذریعہ بھی مشورہ لے سکتے ہیں۔

(NAEEM ULLAH)

Homoopath Natur Heil Praxen

Neugasse-18, 6340-Barr / Z.G. Switzerland

Telephone: 00 (41) 793585815

خطبہ جمعہ

القدوس اللہ تعالیٰ کا ایک نام ہے، اس کے معنی ہیں عیوب و نقائص سے پاک وجود۔ مبارک وجود، وہ جو پاکی عطا کرتا ہے

اللہ تعالیٰ چونکہ قدوس اور پاک ہے اس کی قدوسیت اور پاکی کا تقاضا ہے کہ دنیا میں نیکی پھیلے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۱۹؍اکتوبر ۲۰۰۱ء بمطابق ۱۹؍اخاء ۱۳۸۰ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

آج کا خطبہ خداتعالیٰ کی صفت قُدُّوْسِیَت سے متعلق ہے۔اس کے دونوں تلفظ آتے ہیں قُدُّوْس اور قَدُّوْس۔قَدُ سَ قُدْ سًا کا معنی ہے طَھُرَ وَتَبَارَكَ۔ یعنی وہ پاک اور برکت والا ٹھہرا۔اور قَدَّ سَ اللّٰہُ فُلَا نًا کا مطلب ہے طَھَّرَ وَ بَارَكَ عَلَيْه۔ اللہ تعالیٰ نے اسے پاک کیا اور اس پر برکت نازل کی۔(المنجد)

تاج العروس میں بھی اسی قسم کے معنے ہیں اَلْقُدُّوْسُ مِنْ اَسْمَآءِ اللّٰہِ تَعَالٰی (أَیْ اَلطَّاھِرُ) اَلْمُنَزَّهُ عَنِ الْعُيُوْبِ وَالنَّقَائِصِ۔ قدوس اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ہے اور اس کے معنے ہیں "اَلطَّاھِرُ" یعنی عیوب ونقائص سے پاک وجود یا مبارک وجود۔

حضرت امام راغبؒ مفردات میں لکھتے ہیں:

﴿نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ﴾ کا مطلب ہے: ہم تیرے حکم سے چیزوں کو پاک کرتے ہیں۔ یہ بہت عمدہ معنی حضرت امام راغب نے کیا ہے کہ ہم تیرے حکم سے چیزوں کو پاک کرتے ہیں۔اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ ہم تیری تقدیس بیان کرتے ہیں۔اور اللہ تعالیٰ کی تقدیس بیان کرنے سے مراد یہ ہے کہ ہم یہ اقرار کرتے ہیں کہ تو ہی دراصل پاک کرتا ہے۔جیسے وہ خود فرماتا ہے ﴿وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ اور جبریل کو روح القدس اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے وہ چیزیں لے کر اترتا ہے جس سے ہمارے نفوس کو پاکیزگی عطا کی جاتی ہے۔

اب اس تعلق میں سب سے پہلی وہ مشہور آیت ہے سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۳۱۔﴿وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً . قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَ يَسْفِكُ الدِّمَآءَ . وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ .قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾۔

اور (یادرکھ) جب تیرے ربّ نے فرشتوں سے کہا کہ یقیناً میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔انہوں نے کہا کیا تو اُس میں وہ بنائے گا جو اُس میں فساد کرے اور خون بہائے جبکہ ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور ہم تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔اُس نے کہا یقیناً میں وہ سب کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

اس تعلق میں کچھ احادیث بھی پیش ہیں۔ایک ہے سنن ابی داوٗد کتاب الطب سے۔حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرتؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تمہیں یا تمہارے کسی بھائی کو کوئی تکلیف پہنچے تو یہ دعا پڑھنی چاہئے:

"اے ہمارے ربّ جو آسمان میں ہے تیرا نام بہت ہی پاک اور ہر قسم کے عیوب سے منزّہ ہے۔تیرا حکم آسمان اور زمین پر محیط ہے۔جس طرح تیری رحمت آسمان پر ہے اسی طرح زمین میں بھی جاری کردے۔ہمارے گناہ اور ہماری خطائیں بخش دے۔تُو تمام طَیِّبِیْن کا ربّ ہے۔اپنی رحمت میں سے خاص رحمت اور اپنی شفا میں سے خاص شفا اس تکلیف پر نازل فرما (اگر وہ یہ دعا کرے گا) تو اس تکلیف سے شفایابی ہوگی"۔(سنن ابوداؤد کتاب الطب)

اس ضمن میں یاد رکھنا چاہئے کہ بعض دفعہ یہ دعا یا دوسری دعائیں اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُ كَ کی دعائیں لوگ پڑھتے ہیں اور اس کے باوجود شفا نہیں ہوتی تو اس سلسلہ میں یہ بات اہم طور پر یاد رکھنے کے لائق ہے کہ دعاؤں سے مایوس کبھی نہیں ہونا چاہئے۔اگر اس دنیا میں شفا نہ بھی ہو تو اس کی جزا آخرت میں ضرور ملتی ہے۔ کئی لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتا ہے تو ان کے گناہوں کی اسی دنیا میں سزا دے دیتا ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں وہ آخرت میں بخشے جاتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کو آپؐ کے ایک صحابی نے یاد کیا جو بہت ہی کمزور تھے۔بالکل خالی بدن ہوچکے تھے۔ان سے رسول اللہ ﷺ نے سوال کیا کہ تم نے کہیں یہ دعا تو نہیں کی تھی کہ اے اللہ مجھے جو سزا دینی ہے اسی دنیا میں دے لے اور آخرت میں نہ دینا۔ تو انہوں نے کہا ہاں مَیں نے یہی دعا کی تھی۔ آپؐ نے فرمایا: ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے مایوسی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی دے سکتا ہے اور آخرت میں بھی دے سکتا ہے۔ یہ دعا کیا کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھے دنیا میں بھی نہ دے اور آخرت میں بھی نہ دے اور میرے گناہ معاف فرمائے۔چنانچہ جب یہ دعا انہوں نے پڑھنی شروع کی تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکمل طور پر شفا عطا ہوگئی۔

ایک حدیث حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ "ہر صبح جو بندوں پر ہوتی ہے ایک پکارنے والا پکارتا ہے اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْس خدا کی تسبیح کرو"۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب فی دعاء النبیﷺ و تعوذہ فی دبر کل صلاۃ)

تو ہر صبح ہر انسان کو اٹھتے ہوئے یہ آواز نہیں آتی کہ خدا کی تسبیح کرو مگر جب وہ اٹھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح کے ساتھ ہی اس کو اٹھنا چاہئے۔اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یہ بھی دعا کیا کرتے تھے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا۔ کہ ہم اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے ہیں جس نے ہمیں زندہ کیا بعد اس کے کہ ہمیں مار دیا یعنی نیند میں مبتلا کردیا۔

ایک روایت مسلم کتاب الصلاۃ بابُ مَا يُقَالُ فِی الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ۔ مُطَرِّفْ بِن عَبْدُالله بن شِخِيْر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع و سجود میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔"سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوْحِ"۔وہ پاک اور مطہر ہے، فرشتوں اور ارواح کا ربّ ہے۔(مسلم کتاب الصلاۃ)

اب اس حدیث سے بھی یہ خیال کرنا غلط ہے کہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِيْم ، سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِيْم، سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِيْم تین دفعہ پڑھنے کی بجائے جو قطعی طور پر احادیث اور سنت سے ثابت ہے ہم "سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوْحِ" پڑھا کریں۔یہ خاص کیفیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ضرور پڑھی ہوگی اس میں تو کوئی شک ہی نہیں۔ لیکن ایسی کیفیت جب دل پر طاری ہو تو اس وقت پڑھنی چاہئے ورنہ عام طریق یہی ہے کہ تین دفعہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِيْم پڑھی جائے۔

ایک روایت ہے سعید بن عبدالرحمٰن بن اَبزیٰ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ وِتروں میں سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص تلاوت کیا کرتے تھے اور جب سلام پھیرتے تو تین بار یہ دعا پڑھتے: "سُبْحَانَ الْمَلِكَ الْقُدُّوْسُ" یعنی پاک ہے اللہ جو بادشاہ ہے (اور) قدوس ہے۔اور آخری باری آپ یہ دعا نسبتاً بلند آواز سے پڑھتے۔

(مسند احمد بن حنبل مسند المکیّین)

اب یہ بھی انہی احادیث میں ہے جو مختلف نمازوں میں سے بعض نمازوں کی کیفیات کو بیان کرتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نمازوں کی کیفیات بدلتی رہتی تھیں اور ہر نماز میں ایک ہی دعا نہیں کرتے تھے۔ بے شمار دعائیں ہوتی تھیں لیکن ان میں سے جو مسنون دعائیں نسبتاً آسان ہم لوگوں کے لئے کر دی گئی ہیں وہ وہی ہیں۔ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم ،سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم ،سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم۔ سُبْحَانَ رَبِّیَ الاعلیٰ،سُبْحَانَ رَبِّیَ الاعلیٰ،سُبْحَانَ رَبِّیَ الاعلیٰ۔ اب وتروں میں سورۃ الاعلیٰ کی تلاوت ضروری نہیں۔ جمعہ میں تو ہم کرتے ہیں لیکن وتروں میں بہر حال احادیث کی رو سے یہ ثابت نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ضرور وتروں میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی﴾ کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ اب یہ بھی ان احادیث میں سے ہے جن میں بعض دوسری روایات سے اختلاف پایا جاتا ہے۔ مگر یہ اختلاف دراصل محض وقتی جذبات کے تعلق سے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دل میں جب خدا کا علوّ غیر معمولی طور پر جلوہ افروز ہوتا ہوگا تو آپؐ نے کوئی بعید نہیں کہ وتر میں سورۃ الاعلیٰ کی تلاوت بھی کی ہو۔ مگر جن کو سورۃ الاعلیٰ یاد نہیں وہ جو چھوٹی سورتیں ان کو یاد ہیں ان کی تلاوت بھی کر سکتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے متعلق آتا ہے کہ سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

سنن ابی داؤد میں حضرت شریق الھوزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ آنحضورؐ جب رات گزارنے کے بعد اٹھتے تو (صبح کا) آغاز کس طرح کرتے تھے؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ آپ نے مجھ سے ایسی بات پوچھی ہے جو آپ سے پہلے کسی نے نہیں پوچھی۔ جب آپؐ رات گزارنے کے بعد اٹھتے تو دس بار اَللّٰہُ اَکْبَر کہتے، دس بار اَلْحَمْدُلِلّٰہ کہتے اور پھر دس بار سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ (پاک ہے اللہ اپنی تمام تعریفوں کے ساتھ) کہتے۔ دس بار سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْس (پاک ہے اللہ جو بادشاہ قدوس ہے)۔ دس بار استغفار کرتے اور دس بار اللہ اکبر کہتے۔ پھر دس بار یہ دعا کرتے: اے اللہ مَیں تیری پناہ چاہتا ہوں دنیا کی تنگی سے اور قیامت کے دن کی تنگی سے۔ پھر اس کے بعد نماز شروع کرتے۔ (سنن ابی داؤد۔ کتاب الادب)

اب یہ روایت بھی بعض دوسری روایات سے اختلاف رکھتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق قطعیت سے یہ ثابت نہیں کہ ہر روز صبح کے وقت یہی دعا کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بسا اوقات یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا۔ تو اس کے علاوہ جو چیزیں ہیں وہ بھی رسول اللہ ﷺ کے دل کی کیفیت کا حال بیان کرتی ہیں۔ کبھی کبھی غیر معمولی طور پر اللہ تعالیٰ کی تقدیر دل پر قبضہ کر لیتی تھی تو اللہ اکبر کی بار بار تلاوت کیا کرتے تھے۔ اسی طرح باقی حدیثوں میں جو اس مضمون سے تعلق رکھتی ہیں یہی بات پیش نظر رکھنی چاہئے کہ اپنے دل کی کیفیت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی تسبیح کیا کرو اور مصنوعی تسبیح سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''آدم کی بعثت پر ﴿نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ﴾ کہنے والے اپنے کمیٔ علم اور ناواقفی کی وجہ سے ﴿أَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَ يَسْفِكُ الدِّمَآءَ﴾ (البقرہ:31) پکار اٹھے''۔ کہ کیا تُو زمین میں ایک ایسا شخص پیدا کرے گا جو اس میں فساد کرے اور خون بہائے اور ان کو یہ علم نہیں تھا کہ اس کی ذمہ داری کس پر ہوگی۔ یہ بات بالکل درست تھی کہ آدم کے اور دوسرے انبیاء کے پیدا ہونے پر زمین میں ضرور خون بہایا جاتا ہے اور فساد برپا کیا جاتا ہے۔ مگر اس کے ذمہ دار خدا کے پاک بندے نہیں بلکہ وہ شیاطین ہیں جو ان کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ جاتے ہیں۔ تو فرشتوں کی یہ بات تو سچی تھی مگر اس کی ذمہ داری غلطی سے انہوں نے آدم پر ڈال دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہے اور فرشتوں نے اس پر پھر توبہ کی کہ ہمیں تو بہت علم نہیں ہے مگر اتنا ہی ہے جتنا تو بتاتا ہے۔ تو نے ہمیں یہ بتایا تھا کہ زمین میں فساد برپا ہوگا اور بہت سرکشی کی جائے گی۔ اس حد تک تو ہمیں علم ہے ذمہ داروں کو تُو بہتر جانتا ہے کہ کون ذمہ دار ہوگا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ لکھتے ہیں ''مگر فرشتوں نے ''اللہ تعالیٰ کے اس فعل خلافتِ آدم کو حکمت سے بھرا ہوا تسلیم کر لیا۔ مگر وہ لوگ جو خدا سے دُور ہوتے ہیں وہ عجائبات قدرت سے نا آشنا محض اور اسماء الٰہی کے علم سے بالکل بے بہرہ ہوتے ہیں۔ وہ اپنے خیال اور تجویز کے موافق کچھ چاہتے ہیں، جو نہیں ہوتا۔ جیسا ہمارے سردار سرورِ عالم فخر بنی آدم ﷺ کی بعثت پر کہہ اٹھے ﴿لَوْ لَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ﴾ (الزخرف:۳۲) یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو اَلْحَکِیْمُ نہیں مانتے ورنہ وہ اس قسم کے اعتراض نہ کرتے۔ اور یقین کر لیتے کہ ﴿اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسٰلَتَهٗ﴾ (الانعام:۱۲۵)''۔ اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کس کو عطا کرے۔ ''اسی طرح شیعہ نے خلافتِ خلفاء پر بعینہ وہی اعتراضات کئے جو کفار نے نبی کریم ﷺ کی بعثت پر کئے''۔ یعنی خلیفہ ان کے نزدیک حضرت علیؓ کو بننا چاہئے تھے اور بنا دیا حضرت ابو بکرؓ کو۔ تو یہ وہی شیطانوں والا سوال تھا۔ حقیقت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس نے کس کو خلیفہ بنانا ہے۔ ''.......... پس جو کچھ زمین و آسمان میں ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں۔ اس اللہ کی جو ﴿الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ﴾ ہے۔ زمین و آسمان کے تمام ذرّات اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کی ان صفات پر گواہ ہیں۔ پس زمینی علوم یا آسمانی علوم جس قدر ترقی کریں گے خدا تعالیٰ کی ہستی اور ان صفات کی زیادہ وضاحت، زیادہ صراحت ہو گی۔ مَیں اپنے ایمان سے کہتا ہوں کہ مَیں ہرگز ہرگز تسلیم نہیں کرتا کہ علوم کی ترقی اور سائنس کی ترقی قرآن شریف یا اسلام کے مخالف ہے۔ سچے علوم ہوں وہ جس قدر ترقی کریں گے قرآن شریف کی حمد اور تعریف اسی قدر زیادہ ہو گی''۔ (حقائق الفرقان جلد ۴ صفحہ ۸۳ تا ۸۵)

یہی مضمون ہے جو مَیں نے پہلے بھی بارہا بیان کیا ہے کہ علوم جو سچے ہوں ان کا قرآن کریم کے علوم سے کوئی بھی اختلاف نہیں ہے۔ سائنس کی ترقی سو فیصد قرآن کی تائید میں ہوتی ہے۔ اب سائنس کی رو سے جتنی باتیں دریافت ہوتی چلی جارہی ہیں وہ تمام تر قرآن کریم میں پہلے سے بیان شدہ ہیں۔ اس مضمون پر آپ جتنا زیادہ غور کریں گے قیامت تک آپ کو ایسی نئی چیزیں معلوم ہوتی چلی جائیں گی جن کا قرآن کریم میں ذکر تھا مگر لوگوں کے علم میں نہیں تھا۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے کے انسان کے خواب وخیال میں بھی یہ بات نہیں تھی۔ اب فرعون کی لاش کا دیکھ لیں کہ قرآن کریم جب فرعون کی لاش کے متعلق ذکر فرماتا ہے کہ ہم نے اس کو بچا لیا تھا تاکہ وہ آئندہ لوگوں کے لئے عبرت بنے۔ اس وقت عرب کو کیا معلوم تھا کہ فرعون کی لاش کہاں پڑی ہوئی ہے۔ عرب کے کسی باشندہ کے وہم وگمان بھی نہیں آسکتا تھا کہ فرعون کی لاش نکالی گئی تھی اور وہ محفوظ کر لی گئی اور وہ عبرت ہوگی۔ اور عبرت کس کے لئے ہو گئی آئندہ زمانوں کے لئے۔ تو ماضی کا علم بھی اس میں تھا اور مستقبل کا علم بھی تھا۔ اور اس نعش کو دریافت کیا عیسائیوں نے، نہ کہ مسلمانوں نے۔ ورنہ وہ کہہ سکتے تھے کہ مسلمانوں نے قرآن مجید کی صداقت ثابت کرنے کے لئے یہ لاش اپنی طرف سے بنا رکھی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم کے مضامین پر مَیں جتنا غور کرتا ہوں دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے اور زیادہ بھر جاتا ہے کہ عجیب شان کا کلام ہے نہ ماضی کو چھوڑتا ہے نہ مستقبل کو۔ ہر بات کا علم اس کتاب میں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے خدا کی تقدیس کرتے ہیں اور کوئی چیز نہیں جو اُس کی تقدیس نہیں کرتی۔ پر تم اُن کی تقدیسوں کو سمجھتے نہیں۔ یعنی زمین و آسمان پر نظر غور کرنے سے خدا کا کامل اور مقدس ہونا اور بیٹوں اور شریکوں سے پاک ہونا ثابت ہو رہا ہے۔ مگر ان کے لئے جو سمجھ رکھتے ہیں''۔ اب تقدیس کرنے کے متعلق دو باتیں ہیں ایک تو یہ کہ وہ اپنی حالت سے زبان حال سے تقدیس کر رہی ہوتی ہیں۔ یعنی اگر وہ خود قدوس ہیں اور عیب سے پاک وجود ہیں جیسا کہ خدا نے جس وجود کو بھی پیدا کیا ہے اس کو عیوب سے پاک فرمایا ہے تو ان کی یہ حالت جو ہے وہ تسبیح ہی کی حالت ہے۔ لیکن قرآن کریم کی بعض دوسری آیات سے پتہ چلتا ہے کہ تسبیح تو وہ کرتے ہیں لیکن تم لوگوں کو سمجھ نہیں آتی۔ مثلاً پرندے بھی تسبیح کر رہے ہیں۔ شعور خواہ ادنیٰ ہو، خواہ اعلیٰ ہو۔ وہ اپنے شعور کی حد تک تسبیح کرتا ہے۔ تو پرندے بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح کر رہے ہوتے ہیں اور جیسا کہ بعض کہاوتوں میں بتایا گیا ہے چکور 'سبحان تیری قدرت' کہتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ 'سبحان تیری قدرت' نہ کہے مگر جب وہ بولتا ہے تو اپنی دانست میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح ہی بیان کر رہا ہوتا ہے اور وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ۔ تم ان کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''پھر بعد اس کے جزوی طور پر مخلوق پرستوں کو ملزم کیا اور اُن کا خطا پر ہونا ظاہر فرمایا۔ اور کہا ﴿قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ هُوَالْغَنِيُّ......الخ﴾۔ یعنی بعض لوگ کہتے ہیں کہ خدا بیٹا رکھتا ہے حالانکہ بیٹے کا محتاج ہونا ایک نقصان ہے۔ جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے

(براہین احمدیہ صفحہ ۲۹۷۔۲۹۸حاشیہ در حاشیہ نمبر۳)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:

"ہم خدا تعالیٰ کو محدود نہیں سمجھتے اور نہ ہی خدا محدود ہو سکتا ہے۔ ہم خدا تعالیٰ کی نسبت یہ جانتے ہیں کہ جیسا وہ آسمان پر ہے ویسا ہی زمین پر بھی ہے"۔

اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک دعا تھی کہ اے خدا جیسا تو آسمان پر ہے ویسا ہی زمین پر بھی ہو جا۔ مگر قرآن کریم یہ بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ ہے جیسا آسمان پر ہے ویسا ہی زمین پر ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کا تعلق عام مخلوق کے ساتھ ہے وہ ہر ایک سے سانجھا تعلق ہے۔ خدا کی بارش برستی ہے اچھے برے سب پر برستی ہے اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور دنیاوی فضل نازل ہوتے ہیں تو اچھوں بروں سب پر نازل ہوتی ہیں مگر بعض خاص تعلق جو صرف اس کے پاک بندوں سے اللہ تعالیٰ کا تعلق ظاہر ہوتا ہے وہ جتنا بھی اس کے قریب ہوتا چلا جائے ان کے لئے خاص تعلق ظاہر ہوتا چلا جاتا ہے۔ ایک اپنے ذاتی تجربے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھتے ہیں: "تب وہ ان سے ایسا قریب ہو جاتا ہے جیسا کہ ان کے اندر ہی سے بولتا ہے"۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کے ایسا قریب ہو جاتا ہے کہ وہ اندر سے بھی بولتا ہے اور باہر سے بھی بولتا ہے۔ "یہ اس میں ایک عجیب بات ہے کہ باوجود دور ہونے کے وہ نزدیک ہے"۔ اب اس مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام یوں بیان فرما رہے ہیں "باوجود دور ہونے کے وہ نزدیک ہے اور باوجود نزدیک ہونے کے وہ دور ہے۔ وہ بہت ہی قریب ہے مگر پھر بھی نہیں کہہ سکتے کہ جس طرح ایک جسم دوسرے جسم سے قریب ہوتا ہے" اسی طرح وہ قریب ہے۔ "اور وہ سب سے اوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس کے نیچے کوئی چیز بھی ہے۔ وہ سب چیزوں سے زیادہ ظاہر ہے مگر پھر بھی وہ عمیق در عمیق ہے۔ جس قدر انسان سچی پاکیزگی حاصل کرتا ہے اسی قدر اس کے وجود پر اس کو اطلاع ہوتی ہے۔ سو جاننا چاہئے کہ اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نہایت درجہ قدوس ہے۔ وہ اپنی تقدیس کی وجہ سے ناپاکی کو پسند نہیں کرتا اور چونکہ وہ رحیم و کریم ہے اس واسطے نہیں چاہتا کہ انسان ایسی راہوں پر چلے جن میں اس کی ہلاکت ہو۔ پس یہ اس کے جذبات ہیں جن کی بنا پر مذہب کا سلسلہ جاری ہے۔ اب ان کا نام خواہ آپ کچھ ہی رکھ لو"۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۷۴۱۔۷۴۲۔ جدید ایڈیشن)

اب اللہ تعالیٰ کے 'جذبات' کہنا یہ معنی نہیں کہ جس طرح انسانی جذبات ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کے جذبات ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا بندوں سے جو سلوک ہے وہ یہ ہے اور اب اس سلوک کا جو مرضی نام رکھ لو۔ سلوک تو بہر حال یہی رہے گا کہ جو پاک ہے اس سے اللہ تعالیٰ تعلق جوڑتا ہے اور جو ناپاک ہو وہ خود اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق قطع کر لیتا ہے۔

اب سورۃ الحشر کی ۲۴ویں آیت ہے:

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ بادشاہ ہے، پاک ہے، سلام ہے، امن دینے والا ہے، نگہبان ہے، کامل غلبہ والا ہے، ٹوٹے کام بنانے والا ہے (اور) کبریائی والا ہے۔ پاک ہے اللہ اُس سے جو وہ شرک کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک الہام بھی اس مضمون کا ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ ٹوٹے کام بناتا ہے اور اپنے بنائے کام توڑ بھی دیا کرتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ کی ان دونوں قدرتوں سے ڈرتے رہنا چاہئے اور دعا کرتے رہنا چاہئے۔ 'قادر ہے وہ بارگاہ ٹوٹے کام بناوے۔ بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے'۔ غالباً مدراس کے سیٹھ صاحب کے لئے دعا کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ الہام ہوا تھا۔ تو جو کام اتنا اعلیٰ درجہ کا ہو وہ جب خدا فیصلہ کر لے کہ وہ اب نہیں چلے گا تو اچھے سے اچھے کام بالکل ٹوٹ کر بکھر جاتے ہیں۔ اور ٹوٹے ہوئے کام بن جاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ قادر بارگاہ ہے وہی ان بھیدوں کو جانتا ہے۔

صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ طیب ہے اور طیب کے علاوہ کسی کو قبول نہیں فرماتا۔

شرح صحیح مسلم از امام نوویؒ میں اس حدیث کی تشریح میں قاضی عیاض کا یہ قول درج ہے کہ طیب، اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے جس کا معنی ہے نقائص سے پاک اور یہ قدوس کے معنوں میں آتی ہے۔ طیب کا اصل معنی ہے پاکیزگی، طہارت، اور خبث سے سلامتی۔

علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ان احادیث میں سے ہے جو اسلام کی بنیاد اور احکام کا مدار ہیں۔ فیض القدیر میں لکھا ہے کہ قُدُّوس کا مطلب ہے نقائص اور تغیر سے پاک"۔ یعنی صرف نقائص سے نہیں بلکہ تغیر سے بھی۔ "قدوس کا لفظ قدس یعنی پاکیزگی سے فُعُول کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے"۔ یعنی بہت زیادہ قدوسیت والا۔ "بعض نے کہا ہے کہ قدوسیت کی حقیقت یہ ہے کہ کسی تغیر کے قبول کرنے سے بالاتر ہونا"۔

تفسیر قرطبی میں ابن العربی کا یہ قول درج ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ اپنی تمام قدرت اور قوت کاملہ کی بناء پر ابتداء میں کسی چیز کی موجودگی کے بغیر مخلوق کو تخلیق فرماتا ہے"۔ تو بالکل ظاہر و باہر ہے کہ جب کچھ بھی نہیں ہو تب بھی خدا تعالیٰ مخلوق کو تخلیق فرماتا ہے۔ "نیز اپنے عظیم لطف و کرم اور حکمت بالغہ کے نتیجہ میں ایک موجود چیز سے دوسری چیز بھی پیدا کرتا ہے"۔ اب یہ فاطر اور تخلیق کا فرق ہے۔ فَاطِرُ السَّمٰوٰت ہے یعنی کوئی چیز بھی نہ ہو اس سے وہ پیدا کرنے والا ہے اور چیزیں جب ایک دفعہ بن جائیں تو پھر ان سے مزید بہت سی ترقی یافتہ صورتیں ظاہر ہونی شروع ہو جائیں یہ خدا تعالیٰ کی تخلیق کے تابع ہے۔

علامہ فخر الدین رازی سورۃ الحشر کی اس آیت کی تفسیر کے تحت تحریر کرتے ہیں کہ:

"اَلْقُدُّوْس اور اَلْقَدُّوْس دونوں طرح پڑھا جاتا ہے"۔ یعنی ق کی پیش سے بھی اور ق کی زبر سے بھی۔ "اور یہ اس ذات کے لئے بولا جاتا ہے جو اپنی ذات میں، اپنی صفات میں، اپنے افعال میں، اپنے احکام میں اور اپنے اسماء میں انتہائی مُنَزَّہ ہو"۔ یعنی کسی قسم کی بھی کوئی خرابی اس کی ذات میں نہ پائی جائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"اَلْقُدُّوْسُ: تمام ان اسباب عیوب سے پاک جن کو حس دریافت کر سکے۔ یا خیال تصور کرے یا وہم اس طرف جا سکے۔ یا قلبی قویٰ سمجھ سکیں"۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۵۔۲۵۵)

تمام ان اسباب عیوب سے پاک جن کو حس دریافت کر سکے۔ جتنا مرضی غور کرو کہ فلاں عیوب، فلاں عیب، فلاں قسم کی کمزوری خدا میں پائی جا سکتی ہے کہ نہیں۔ تو جتنا بھی تم غور کرو گے ہر کمزوری سے اللہ تعالیٰ کو پاک پاؤ گے۔ اور وہم بھی جس طرف جائے اس سے بھی پاک ہے۔ یا قلبی قویٰ سمجھ سکیں۔ اب قلبی قویٰ وہ ہیں جو ذہنی قویٰ سے الگ ہوتے ہیں۔ دل بھی اگر کوئی کمزوری تجویز کرے تو اللہ تعالیٰ اس کمزوری سے بھی پاک ہے۔

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

کراچی میں اعلیٰ زیورات
خریدنے کے لیے معروف نام

الرحیم جیولرز
حیدری

اور

الرحیم جیولرز
حیدری

اور اب

الرحیم
سیون سٹار جیولرز
مین کلفٹن روڈ

مہران شاپنگ سینٹر
کہکشاں بلاک نمبر 8
کلفٹن کراچی
فون 664-0231 - 5874164

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:" وہ چونکہ قدوس اور پاک ہے اس کی قدوسیت اور پاکی کا تقاضا ہے کہ دنیا میں نیکی پھیلے۔ ورنہ انسان اگر بے قید ہو کر بدی اور گناہ کرے گا اور ممنوعات شرعیہ کا ارتکاب کرے گا تو اس کا وبال بھی خود ہی برداشت کرے گا۔ خدا تعالیٰ کا اس میں کچھ نقصان نہیں"۔(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۵۹۷ جدید ایڈیشن)

حقیقت یہی ہے کہ ہر بدی کا گناہ تو انسان خود ہی اٹھاتا ہے اور کسی دوسرے کو وہ گناہ برداشت نہیں کرنا پڑتا۔ اپنے گناہوں کی پاداش میں خود ہی مصیبت کو جھیلتا ہے۔ لیکن اس ضمن میں جو روایات میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہیں ان سے ایک خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ وہ تو قدوس اور قادر ہے۔ ایسا انسان جو قدوس نہ ہو اپنے اندر کسی قسم کی ناپاکی رکھتا ہو اس سے خدا تعالیٰ کا تعلق قائم نہیں ہو سکتا۔ یہ غلط نتیجہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس تشریح کو غلط قرار دیتے ہیں۔ بلکہ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے ہر بندہ سے تعلق ہے اور کوئی اس کی مخلوق ایسی نہیں جس میں کوئی نہ کوئی خوبی نہ پائی جائے۔ تو وہ اگر بدیوں کی وجہ سے اپنا تعلق توڑ لیتا تو کائنات میں سے ہر مخلوق سے خدا تعالیٰ کا تعلق ٹوٹ جاتا۔ مگر وہ نیکیوں پر نگاہ رکھتا ہے اور ان کی وجہ سے وہ تعلق قائم کر لیتا ہے۔ اب اس ضمن میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق یہ حدیث آتی ہے کہ ایک دفعہ جا رہے تھے تو راستے میں کوئی گدھا مرا ہوا تھا۔ باقی صحابہ جو ساتھ تھے انہوں نے برائیاں شروع کر دیں اس کا پیٹ دیکھو کیسا پھولا ہوا ہے۔ کیسا مکروہ لگ رہا ہے۔ جب وہ ساری برائیاں بیان کر چکے تو حضرت علیؓ نے کہا دیکھو اس کے دانت کتنے شفاف ہیں۔ تو اپنا تعلق خدا تعالیٰ کی صفات کے مطابق اس کی اچھی خوبی سے کر لیا۔ مگر یہ بہت ہی پیاری ادا تھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔ اور آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق ہر مخلوق کی کوئی نہ کوئی خوبی ضرور ہوتی ہے جس سے وہ تعلق رکھتا ہے۔ اور اسی خوبی کی بنا پر خدا تعالیٰ کا اپنی ہر مخلوق سے تعلق ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اسلام کا خدا ایسا قدوس اور قادر ہے کہ اگر تمام دنیا مل کر اس میں کوئی نقص نکالنا چاہے تو نہیں نکال سکتی۔ ہمارا خدا تمام جہانوں کا پیدا کرنے والا خدا ہے۔ وہ ہر ایک نقص اور عیب سے مبرا ہے کیونکہ جس میں کوئی نقص ہو وہ خدا کیونکر ہو سکتا ہے اور اس سے ہم دعائیں کس طرح مانگ سکتے ہیں۔ اور اس پر کیا امیدیں رکھ سکتے ہیں۔ وہ تو خود ناقص ہے نہ کہ کامل۔ لیکن اسلام نے وہ قادر اور ہر ایک عیب سے پاک خدا پیش کیا ہے جس سے ہم دعائیں مانگ سکتے ہیں اور بڑی بڑی امیدیں پوری کر سکتے ہیں"۔(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۳۸۶ جدید ایڈیشن)

اسی ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اور حوالہ ہے:

"اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْس یعنی وہ خدا بادشاہ ہے جس پر کوئی داغ عیب نہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ انسانی بادشاہت عیب سے خالی نہیں۔ اگر مثلاً تمام رعیت جلاوطن ہو کر دوسرے ملک کی طرف بھاگ جاوے تو پھر بادشاہی قائم نہیں رہ سکتی"۔ اب دیکھو افغانستان میں کیا ہو رہا ہے۔ کتنی قہر والی بادشاہی تھی لیکن اب سارے افغان وہاں سے بھاگ کر دوسرے ملکوں میں پناہ لے رہے ہیں۔ بادشاہت کے لئے پیچھے کیا رہ جائے گا۔ وہی جو مغلوب تھے وہ تو بھاگ گئے اور نیا آ کر بسنے والا وہاں کوئی نہیں ملتا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ انسانی بادشاہت کا کیا حال ہے۔ اگر رعیت بھاگ بھاگ کر دوسرے ملکوں میں چلی جا رہی ہے۔ اب احمدی جو ہجرت کر رہے ہیں پاکستان سے وہ بہر حال پاکستان کی رعیت کم ہو رہی ہے۔ دیکھو کتنے دماغ ہیں احمدیوں کے جو باہر نکل گئے ہیں۔ ان دماغوں سے پاکستان بہت استفادہ کر سکتا تھا مگر ان کی بدقسمتی ہے کہ انہوں نے قدر نہیں کی۔ تو فرمایا "یا اگر مثلاً تمام رعیت قحط زدہ ہو جائے تو پھر خراج شاہی کہاں سے آئے اور اگر رعیت کے لوگ اس سے بحث شروع کر دیں کہ تجھ میں ہم سے زیادہ کیا ہے تو وہ کون سی لیاقت اپنی ثابت کرے"۔ اب بعینہ یہی حال پاکستان میں ہو رہا ہے۔ جنرل مشرف سے پوچھ رہے ہیں کہ تم میں ہم سے زیادہ کیا بات ہے۔ تم کسی لائق نہیں ہو کہ ہم پر حکومت کرو۔ تو یہ چیزیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھی تھیں وہ عملی دنیا میں بعینہ ویسے ہی نظر آتی ہیں۔ مگر آپ فرماتے ہیں: "پس خدا تعالیٰ کی بادشاہی ایسی نہیں ہے۔ وہ ایک دم میں تمام ملک کو فنا کر کے اور مخلوقات پیدا کر سکتا ہے"۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۳۷۳،۳۷۴)

اب قرآن کریم میں یہ آیت موجود ہے جس کی طرف دراصل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بغیر ترجمہ کے اشارہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم سب لوگ بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر تُل جاؤ تو وہ تمہاری بجائے دوسری مخلوق پیدا کر سکتا ہے جو تم جیسی نہیں ہوگی۔ اور قرآن کریم میں ایک جگہ تو فرمایا ہے کہ پیدا کر سکتا ہے۔ اور دوسری جگہ فرمایا ہے وہ پیدا کر دے گا۔ اس میں کوئی شرط نہیں ہے۔ تو حیرت انگیز کلام ہے جو مستقبل کے دور ترین امکانات کو بھی زیر بحث لاتا ہے اور اس کے متعلق بھی کلام کرتا ہے۔

اب سورۃ الجمعہ کی یہ آیت ہے:

﴿یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ﴾۔

(سورۃ الجمعہ:۲)

اللہ ہی کی تسبیح کرتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ وہ بادشاہ ہے، قدوس ہے، کامل غلبہ والا (اور) صاحب حکمت ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ ایک خاص بات یہ بیان فرماتا ہے کہ ﴿یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ﴾ کہ وہ براہ راست اصلاح فرماتا ہے۔ یعنی انتظار نہیں کرتا کہ بندے اس کی حکمت سیکھ لیں۔ وہ براہ راست اپنی قدوسیت سے تزکیہ نفس کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا مزکی ہونا اس بات کا محتاج نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے مزکی کہا ہے تو یہ اس بات کا محتاج نہیں ہے کہ پہلے اس کی حکمت کی باتیں سیکھیں۔ اس کے علم کی باتیں سیکھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق تو قرآن کریم نے ہر جگہ یہی بیان فرمایا ہے کہ وہ براہ راست جب تلاوت آیات کرتا ہے تو ساتھ ہی تزکیہ نفس بھی۔ ﴿یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ﴾ وہ آیات کی تلاوت کرتے ہی ساتھ ہی ان کا تزکیہ شروع کر دیتا ہے۔

اب یہ بھی ایک عجیب باریک نکتہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق دعائیں کیں انہوں نے یُزَکِّیْهِمْ کا فعل سب سے آخر پر رکھا۔ یہ نہیں کہا کہ وہ تلاوت کے ساتھ ہی تزکیہ کرتا ہے بلکہ پہلے علم پھر حکمت کی باتیں بیان فرمائیں کہ حکمت وغیرہ بیان کرتا ہے۔ اس کے بعد آخر پر فرمایا کہ جب یہ سب کچھ ان کو علم ہو جائے تو پھر وہ تزکیہ کرے گا۔ اب اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو الٹا دیا ہے۔ تزکیہ کو پہلے رکھ دیا ہے اور باقی باتوں کو بعد میں رکھ دیا ہے تو بہت ہی گہرا مضمون ہے جو قرآن کریم کی شان کو دوبالا کرنے والا اور یہ بتاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس سے بڑھ کر شان کے نبی تھے جس قسم کے نبی حضرت ابراہیمؑ نے طلب کئے تھے۔ انہوں نے اپنے فہم کے مطابق جو بہت زیادہ تھی بہت غور کے بعد جس قسم کا نبی مانگا وہ ایسا نبی تھا جو تزکیہ سے پہلے ان کو علم دے گا، ان کو حکمت دے گا ان کو تقویٰ دے گا اور جب یہ سب باتیں پیدا ہو جائیں گی تو پھر ان کا تزکیہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

جرمنی کے احباب کے لئے سنہری موقع

Microsoft Certified Professional IT Training Centre

گورنمنٹ جرمنی کا تسلیم شدہ ایجوکیشن سنٹر

Tel :0049+511+404375 & 0049+1703826764 Fax: 0049-511-4818735

E-mail: Khalid@t-online.de Ehrharstr.4 30455 Hannover

(Telekommonikationstechnik)جدید ترین تعلیم کا بہترین موقع

Informatiker , IT- System-Elektroniker and other neu IT-Profession's

اب اپنے تعلیمی اخراجات Arbeitsamts سے دلوائیں

مزید معلومات کے لئے ہمارے دفاتر سے رجوع کریں

فرانکفورٹ اور اس کے گردو نواح میں رہنے والے احباب کے لئے خصوصی سہولت۔ آپ ہمارے بیت السبوح کے ساتھ ملحقہ دفتر سے تفصیلی معلومات مندرجہ ذیل پتہ پر حاصل کر سکتے ہیں

Ask Consultants

Bertaung. Finanzdienstleistungen & Immobiliengesellschaft

حکومت جرمنی ذاتی مکان خریدنے والوں کی ۱۰۰۰۰۰ مارک اور زائد رقم سے مدد کرتی ہے۔ آپ بھی یہ مدد حاصل کر سکتے ہیں۔ ذاتی مکان خریدنے، بنانے نیز قرضہ کی سہولت اور حکومت سے حاصل ہونے والی مدد کے سلسلہ میں تفصیلی معلومات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

Khawaja Mohammad Aslam & Ahsan Sultan Mahmood Kahloon

Berner Strasse 60 - 60437 Frankfurt am Main. Tel 069-950 95940

وعلیٰ آلہ وسلم اس شان کے نہیں، وہ اس سے افضل شان کے ہیں۔ وہ تو تلاوت کے ساتھ ہی تزکیہ شروع کردیتے ہیں۔ ﴿یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ﴾ یہ بعد کی باتیں ہیں یُزَکِّیْھِمْ کا مضمون پہلے آتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"جن پاک الفاظ سے اس کو شروع کیا گیا ہے۔ اگر کم از کم اُن الفاظ پر ہی غور و فکر کی جاتی تو مجھے امید ہوتی ہے کہ اسماء الٰہی میں تو کم از کم ٹھوکر نہ لگتی۔ وہ پاک الفاظ جن سے اس سورۃ کا شروع ہوتا ہے۔ یہ ہیں ﴿یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ﴾ جو کچھ زمین و آسمان میں ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں۔ اس اللہ کی جو اَلْمَلِکُ ہے اور اَلْقُدُّوْس ہے اور اَلْعَزِیْز ہے اور اَلْحَکِیْم ہے"۔

آپؓ مزید فرماتے ہیں: (وہ) "اَلْقُدُّوْس ہے۔ اُس کی صفات و حمد میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو نقصان کا موجب ہو۔ بلکہ وہ صفات کاملہ سے موصوف اور ہر نقص اور بدی سے منزّہ اَلْقُدُّوْس ہے۔

قرآن شریف پر تدبر نہ کرنے کی وجہ سے کہو یا اسماء الٰہی کی فلاسفی نہ سمجھنے کی وجہ سے۔ غرض یہ ایک غلطی پیدا ہو گئی ہے کہ بعض وقت اللہ تعالیٰ کے کسی فعل یا صفت کے ایسے معنے کر لئے جاتے ہیں جو اس کی دوسری صفات کے خلاف ہوتے ہیں۔ اس کے لئے مَیں تمہیں ایک گُر بتاتا ہوں کہ قرآن شریف کے معنے کرنے میں ہمیشہ اس امر کا لحاظ رکھو کہ کبھی کوئی معنے ایسے نہ کئے جاویں جو صفات الٰہی کے خلاف ہوں۔ اسماء الٰہی کو مد نظر رکھو اور ایسے معنے کرو اور دیکھو کہ قدوسیت کو بٹہ تو نہیں لگتا۔ لُغت میں ایک لفظ کے بہت سے معنے ہو سکتے ہیں اور ایک ناپاک دل انسان کلام الٰہی کے گندے معنے بھی تجویز کر سکتا ہے"۔ اگر وہ لغت کے مختلف معنوں پر نظر رکھے اور ان میں سے گندے معنوں کو چن لے۔ "اور کتاب الٰہی پر اعتراض کر بیٹھتا ہے۔ مگر تم ہمیشہ یہ لحاظ رکھو کہ جو معنے کرو اس میں دیکھ لو کہ خدا کی صفت قدوسیت کے خلاف تو نہیں ہے؟ اللہ تعالیٰ کے سارے کلام حق و حکمت کے بھرے ہوئے ہوتے ہیں جس سے اس کی اور اس کے رسول اور عامۃ الناس کی عزت و بڑائی کا اظہار ہوتا ہے"۔ (حقائق الفرقان جلد ۴ صفحہ ۸۳۔۸۴)

آخر پر مَیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خطبہ الہامیہ میں سے ایک اقتباس پیش کرتا ہوں:

"میرا قدم خداتعالیٰ کی راہ میں تیز چلنے والے اونٹوں سے بھی تیز تر ہے۔ پس مجھے کسی دوسرے کے ساتھ قیاس نہ کرو اور نہ کسی دوسرے کو میرے ساتھ۔ اور اپنے تئیں شک اور جنگ کے ساتھ ہلاک مت کرو۔ اور مَیں مغز ہوں جس کے ساتھ چھلکا نہیں اور روح ہوں جس کے ساتھ جسم نہیں اور وہ سورج ہوں جس کو دشمنی اور کینہ کا دھواں چھپا نہیں سکتا۔ کوئی ایسا شخص تلاش کرو جو میری مانند ہو۔ ہر گز نہیں پاؤ گے اگرچہ چراغ لے کر بھی ڈھونڈو۔ اور یہ کوئی فخر نہیں بلکہ اس خدا کی نعمتوں کا شکر ہے"۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یہ سنت تھی کہ جب اپنے متعلق کوئی بڑائی بیان کرتے تھے جو خداتعالیٰ نے بیان فرمائی ہو تو بڑائی کرتے کرتے ساتھ ہی کہتے تھے "لَافَخْرَ" یہ فخر نہیں ہے۔ یہ حقیقت کا اظہار ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اپنے آقا کی سنت کے پیش نظر بہت ہی عظیم الشان باتیں اپنے متعلق بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں "مجھے کوئی فخر نہیں بلکہ "خدا کی نعمتوں کا شکر ہے جس نے اس نونہال کو لگایا ہے اور میں نور کے پانی کے ساتھ غُسل دیا گیا ہوں اور الٰہی پاکیزگی کے چشمہ میں پاکیزہ کیا گیا ہوں۔ اور صاف کیا گیا ہوں تمام مَیلوں اور کدورتوں سے۔ اور میرے ربّ نے میرا نام احمد رکھا ہے پس میری تعریف کرو اور مجھے دشنام مت دو۔ اور اپنے امر کو نااُمیدی کے درجہ تک مت پہنچاؤ"۔ (خطبہ الہامیہ روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۵۲۔۵۳)

۞۞۞.........۞۞۞.........۞۞۞

بقیہ: سوسال پہلے تاریخ احمدیت سے
از صفحہ نمبر ۱۶

صاحب کی یہ کتابیں پیر صاحب نے منگوائی تھیں جو اب واپس دینے آیا ہوں۔ شہاب دین نے وہ کتابیں دیکھیں تو ایک "اعجاز المسیح" اور دوسری "شمس بازغہ" تھی جن پر مولوی محمد حسن صاحب متوفی کے لکھے ہوئے نوٹ تھے۔ انہوں نے ان نوٹوں کا "سیف چشتیائی" سے مقابلہ کیا تو حیران رہ گئے کہ جو کچھ محمد حسن صاحب نے لکھا تھا وہ کسی تصرف کے بغیر اس کتاب میں موجود تھا۔ جس پر انہوں نے جوش میں آکر براہ راست گولڑوی صاحب کو خط لکھا کہ آپ نے کیا لکھا جو محمد حسن کے نوٹ تھے وہی درج کر کے شائع کر دئے۔ جناب گولڑوی صاحب نے جو یہ راز کھلتا دیکھا تو انہوں نے محمد حسن صاحب کے والد کو خط لکھا کہ شہاب الدین کو وہ یہ کتابیں مت دکھائیں یہ ہمارا مخالف ہے۔ انہوں نے اپنے قلم سے بھین کے ایک مولوی محمد کرم الدین صاحب کو ایک کارڈ لکھا جس میں انہوں نے از خود اعتراف کر لیا کہ مولوی محمد حسن صاحب کے نوٹ لے کر انہوں نے "سیف چشتیائی" کی رونق بڑھائی ہے۔ مولوی کرم الدین صاحب اور میاں شہاب الدین صاحب نے نہ صرف یہ خط حضرت اقدس کی خدمت میں ضروری تفصیل کے ساتھ ارسال کر دیا بلکہ انتہائی کوشش کر کے وہ دونوں کتابیں بھی بھجوا دیں جن پر مولوی محمد حسن صاحب کے لکھے ہوئے نوٹ درج تھے۔ جس پر مولوی کرم الدین صاحب، میاں شہاب الدین صاحب اور گولڑوی صاحب کے خطوط الحکم (۱۷ر ستمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۳۔۶) میں پبلک کے سامنے شائع کر دئے گئے اور مولوی غازی صاحب اور ان جیسے خوش عقیدہ لوگوں کو علم ہوا کہ ان کے پیر مرشد کس پایہ کے انسان ہیں۔ بہر حال پیر مہر علی شاہ صاحب اس واقعہ کے بعد مزید ۳۵ سال زندہ رہے اور ۱۱ر مئی ۱۹۳۷ء کو فوت ہوئے مگر وہ "اعجاز المسیح" کا جواب لکھنے کی توفیق نہ پا سکے۔ پیر صاحب کے سوانح نگار مولوی فیض احمد صاحب نے اعتراف کیا ہے کہ "حضرت قبلہ عالم" (یعنی پیر صاحب) نے تفسیر لکھنے کا قصد تو کیا تھا مگر پھر دستکش ہو گئے اور یہ دلچسپ عذر پیش کیا کہ "میرے خیال تفسیر نویسی پر، میرے قلب پر معانی و مضامین کی اس قدر بارش شروع ہو گئی جسے ضبط تحریر میں لانے کے لئے ایک عمر درکار ہو گی اور کوئی اور کام نہ ہو سکے گا"۔

(مہر منیر صفحہ ۲۲۵ اشاعت ۱۹۷۳ء گولڑہ)

"اعجاز المسیح" کی بلاد عرب میں اشاعت

حضرت اقدس علیہ السلام نے اعجاز المسیح کے متعدد نسخے نہ صرف دلی کے نامی گرامی علماء کو بھجوائے بلکہ حرمین اور شام و مصر میں بھی اس کی اشاعت فرمائی۔ قاہرہ کے بعض اخبارات مثلاً 'مناظر' اور 'ہلال' نے اعتراف کرتے ہوئے اس پر شاندار ریویو لکھے اور اس کی فصاحت و بلاغت کی تعریف کی۔ بلکہ اخبار 'مناظر' کے ایڈیٹر نے تو یہاں تک لکھا کہ بے شبہ اس کتاب کی فصاحت و بلاغت معجزے کی حد تک پہنچ گئی ہے اور علماء ہر گز اس کے مقابل پر تفسیر لکھنے پر قادر نہیں ہو سکیں گے۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد دوم۔
مؤلفہ دوست محمد شاہد۔)

قرآن سب سے بڑا وظیفہ ہے

حافظ نبی بخش صاحب نے ایک دفعہ حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور حافظ نور اللہ صاحب تو بہت وظیفے کرتے رہتے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ حضور یہ یوں ہی کہتے ہیں میں تو سوائے قرآن شریف کے اور کچھ نہیں پڑھتا۔ حضور ہنس پڑے اور فرمایا "میاں نور! تمہاری تو وہ مثال ہے کہ جس شخص کو دونوں وقت پلاؤ میسر ہو اسے اگر کہا جائے کہ تم تو بڑا اچھا کھانا کھاتے ہو۔ وہ کہے کہ نہیں میں تو صرف پلاؤ ہی کھاتا ہوں۔ کیا قرآن سے بہتر بھی کوئی وظیفہ ہے؟

(الحکم ۲۶ر مئی ۱۹۳۵ء صفحہ ۵)

بقیہ: روزہ کی ایک بنیادی غرض۔
حصول تقویٰ از صفحہ نمبر ۲

ساتھ نہ چھوڑے بلکہ ہمیں ہمیشہ تقویٰ کے اعلیٰ مراتب تک لے جانے کا باعث بنتا چلا جائے تا آنکہ ہم پورے طور پر اس محبوب حقیقی کی حفظ و امان میں آ جائیں کہ جس کے سوا کوئی معبود اور محبوب اور مقصود نہیں اور "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" کے اقرار پر ہماری زندگیاں ایک عملی گواہ بن جائیں۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ الْھُدٰی وَالتُّقٰی والمناف والغنی۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

TOWNHEAD PHARMACY

FOR ALL YOUR PHARMAECUTICALS NEEDS

☆......☆......☆

31 Townhead Kirkintilloch
Glasgow G66 1NG
Tel: 0141-211-8257
Fax: 0141-211-8258

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation

Contact:
Anas A.Khan, John Thompson
Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

تنزانیہ (مشرقی افریقہ) کے عالمی تجارتی میلہ

"سبعہ سبعہ" میں جماعت احمدیہ کا بک اسٹال

(رپورٹ: میاں غلام مرتضیٰ ۔تنزانیہ)

دنیا میں ہر جگہ، ہر ملک میں مختلف سیاسی، مذہبی اور آزادی کے تہوار منائے جاتے ہیں۔ تنزانیہ میں بھی باقی تہواروں کے علاوہ جولائی کے مہینے میں پہلے دس دن بڑے جوش و خروش کے ساتھ منائے جاتے ہیں۔ان دنوں کو تنزانیہ میں "سبعہ سبعہ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

سبعہ سبعہ کا مطلب ہے "سات جولائی"۔ سات جولائی کی تاریخی حیثیت یہ ہے کہ آج سے ۴۷ سال پہلے ۱۹۵۴ء میں ایک چھوٹے سے گاؤں میں Batihawa ٹانگا بنگا کے ایک نوجوان Mwl.Julius K.Nyerere نے ایک پارٹی ٹانگانیکا افریقہ نیشنل یونین قائم کی۔اس سیاسی پارٹی نے بہت جلد پورے ملک میں ترقی کی۔اور سیاسی لحاظ سے دن بدن یہ پارٹی ترقی کرتی گئی آخر کار ۱۹۶۱ء میں اس پارٹی کی دن رات کی کوششیں رنگ لائیں اور اپنی قوم کو انگریزوں سے آزاد کروانے میں کامیاب ہو گئے اور دنیا میں ایک نیا ملک قائم ہو گیا جس کا نام ایک احمدی دوست اقبال ڈار صاحب نے تنزانیہ تجویز کیا جو کہ حکومت نے قبول کر لیا۔

شروع شروع میں سات جولائی یوم کسان کے طور پر منایا جاتا تھا۔ آہستہ آہستہ ترقی ہوتی گئی اور ۱۹۶۸ء کے بعد یہ دن تجارتی میلے کی شکل اختیار کر گیا۔اب صرف سات جولائی کا دن نہیں منایا جاتا بلکہ سات جولائی کے دن کو منانے کے لئے اس کا افتتاح یکم جولائی کو ہی ہر ملک میں ہر مقام پر کر دیا جاتا ہے اور اب یہ دس دن باقاعدہ عالمی تجارتی میلے کی شکل اختیار کر گئے ہیں اور پورے ملک میں ہر ضلعی مقام اور صوبے کے دارالحکومت میں باقاعدہ سبعہ سبعہ کی دوکانیں لگتی ہیں اور سب سے بڑا میلہ دارالسلام میں ہوتا ہے جو کہ عالمی میلہ ہوتا ہے۔ جس میں دنیا بھر سے بہت سے ممالک اپنا سٹال لگاتے ہیں اور نمائشیں دکھاتے ہیں۔ خاص طور پر عرب ممالک اور کینیا، یوگنڈا، ملاوی، جنوبی افریقہ، موزنبیق، چین، امریکہ، یوکے، انڈیا وغیرہ شامل ہیں۔ تجارت کے علاوہ ملک بھر سے اور دوسرے ملکوں سے گانے بجانے والے گروپ بھی اس میلہ میں خاص طور پر شامل ہوتے ہیں اور اپنے فن کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

افتتاح

اس میلے کے افتتاح کے لئے ہر سال حکومت تنزانیہ کسی نہ کسی ملک کے صدر کو دعوت دیتی ہے۔امسال زنجبار (Zenzibar) کے صدر نے اس میلہ کا افتتاح کیا۔

خدام الاحمدیہ کی طرف سے احمدیہ بکسٹال اور نمائش

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس عالمی میلہ میں شروع ہی سے جماعت احمدیہ کا بھی سٹال لگتا آرہا ہے۔ گزشتہ سالوں کے تجربہ کی روشنی میں امسال بھی وقت سے پہلے تیاری شروع کر دی گئی۔صدر صاحب خدام الاحمدیہ تنزانیہ خود اس کی نگرانی کر رہے تھے۔

سبع سبع میلہ کے موقع پر احمدیہ بکسٹال میں ایم ٹی اے کی نشریات بھی دکھائی جا رہی ہیں

وقارِ عمل

ماہِ جون میں خدام، انصار اور لجنہ کی ٹیموں نے اسٹال پر بار بار وقار عمل کئے، صفائی کی اور رنگ وروغن کئے اور ہر لحاظ سے تصاویر کے ساتھ آرائش کی گئی۔ تقریباً ہر زبان کی کتاب کو بڑے اچھے طریقے سے لگایا گیا۔

الٰہی تائیدات

جماعت احمدیہ کا ہر لمحہ خدا تعالیٰ کی تائید ونصرت کے سایہ میں چلتا آرہا ہے۔جماعت احمدیہ کے اس سٹال کے لئے بھی اللہ تعالیٰ ہر لمحہ، ہر سال اپنی نئی شان دکھاتا آرہا ہے۔ ۱۹۸۷ء میں سبعہ سبعہ کے ڈائریکٹر مسٹر ایلبٹ نے تمام مذہبی سٹالز کو بند کرادیا۔ اگلے سال سبعہ سبعہ کے آنے سے پہلے یہ شخص اچانک ایک حادثہ میں وفات پا گیا۔اس طرح باقی مذاہب کی جگہوں پر تو اب شراب خانے چل رہے ہیں لیکن جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے اور اگلے سال ہی ۱۹۸۸ء میں دوبارہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو روشن کرنے کا موقعہ مل گیا۔

تلاوت قرآن کریم

الٰہی تائید کا ایک اور نمونہ امسال اس طرح نظر آیا کہ جماعت احمدیہ کے سٹال پر ہر وقت تلاوت قرآن کریم سپیکر پر چل رہی تھی ۔انتظامیہ کی طرف سے ایک دن پیغام آیا کہ تلاوت قرآن کو بالکل آہستہ آواز میں رکھا جائے۔اسی رات ملک کے نائب صدر Dr.Omari Ali Juma وفات پاگئے اور اگلے دن صبح صبح پورے سبعہ سبعہ گراؤنڈ میں بار بار اعلانات کئے گئے کہ کسی قسم کی گانے بجانے کی آواز نہیں آنی چاہئے سوائے قرآن پاک کی آواز کے ۔صرف قرآن کریم اونچی آواز میں چلانے کی اجازت ہے۔اور جماعت کو دوبارہ پیغام دیا گیا کہ آپ قرآن کریم کی تلاوت اونچی آواز میں چلا سکتے ہیں۔اور صبح صبح ہمارے سٹال پر قرآن کریم کی کیسٹ لینے کے لئے آگئے اور ر مقامی ریڈیو FM والوں نے خصوصی درخواست کی کہ کم از کم ایک کیسٹ ہمیں جلدی ضرور دے دیں۔اس طرح جماعت نے قرآن کریم کی کیسٹ جلدی جلدی تیار کر کے سب کو مہیا کی۔

ایم ٹی اے (MTA)

سٹال کے سامنے ڈش انٹینا لگایا جاتا ہے جس پر مسلسل ایم ٹی اے کی نشریات اور جماعتی پروگرام کی ویڈیو کیسٹ دکھائی جاتی رہی۔

اعلانات

کتب کے تعارف کو بار بار اعلانات کے ذریعہ لوگوں کو بتایا جاتا رہا اور اس کے علاوہ جماعتی تعارف بھی پیش کیا جاتا رہا۔

نمائش

سبعہ سبعہ کی گراؤنڈ میں جماعتی کتب کی نمائش بھی لگائی جاتی ہے جس میں بہت سی زبانوں میں تراجم قرآن کریم اور انگریزی، عربی، سواحیلی اور دنیا کی مختلف زبانوں میں جماعتی کتب رکھی جاتی ہیں۔امسال بھی جماعت احمدیہ تنزانیہ کو تین نئی کتب سواحیلی زبان میں شائع کرنے کا موقع ملا جن کو احمدی اور غیر احمدی دوستوں نے بہت جذبے اور شوق سے خریدا۔اسی طرح تمام قسم کی دینی کتب فروخت کے لئے رکھی جاتی ہیں۔امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے ساڑھے چار لاکھ شلنگ سے زائد کی کتب فروخت ہوئیں۔

احمدیہ مسجد

سبعہ سبعہ کی گراؤنڈ میں صرف ایک ہی مسجد ہے جو احمدیہ مسجد ہے جس میں بغیر کسی تمیز کے ہر انسان کو اپنے اپنے عقیدہ کے مطابق نماز ادا کرنے کی اجازت ہے۔اور سب مسلمان بغیر کسی ڈر یا خوف کے یہاں آکر نماز ادا کرتے رہے۔

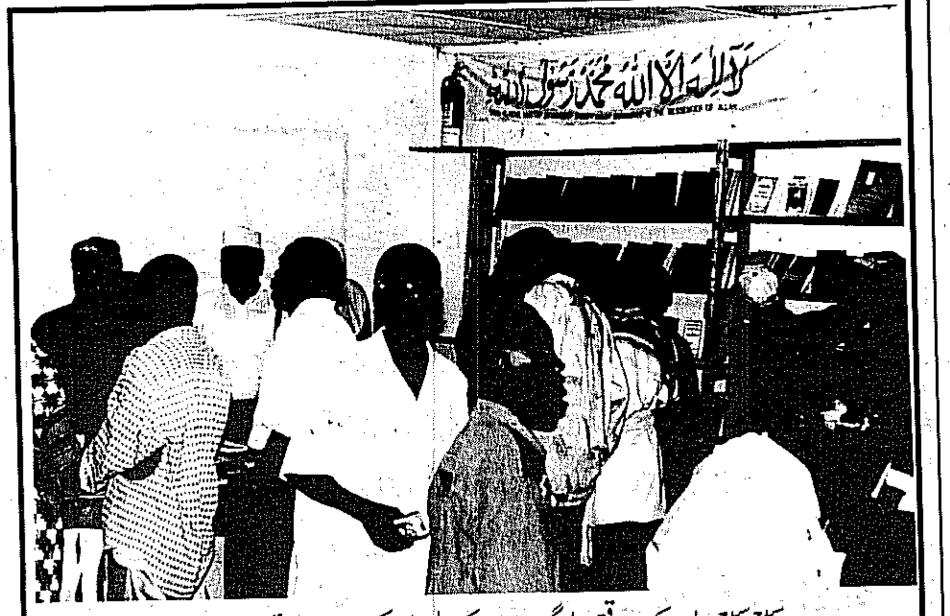

سبع سبع میلہ کے موقع پر لوگ احمدیہ بکسٹال میں کتب ملاحظہ فرما رہے ہیں

سوڈا اسٹال

مجلس خدام الاحمدیہ تنزانیہ کی طرف سے نمائش گاہ میں مہمانوں کے لئے ٹھنڈے سوڈے کا بھی انتظام کیا گیا تھا جو کہ مہمانوں کی خدمت میں پیش کیا جاتا رہا۔

تبلیغ

نمائش گاہ میں کھلے عام وسیع تبلیغ کرنے کا موقع ملا۔ جس میں مکرم و محترم مظفر احمد صاحب درانی امیر و مبلغ انچارج تنزانیہ، مکرم محمود احمد صاحب شاد، مکرم عبدالرحمٰن خاں صاحب اور خاکسار میاں غلام مرتضیٰ مبلغین سلسلہ وقتاً فوقتاً حصہ لیتے رہے۔ ان کے علاوہ معلمین جماعت اور خدام الاحمدیہ کی باقاعدہ ٹیمیں بھی تبلیغ کا کام کرتی رہیں۔اس موقع پر خصوصی طور پر ایک پمفلٹ "تعارف احمدیہ مسلم جماعت" اٹھارہ ہزار کی تعداد میں شائع کر کے تقسیم کیا گیا۔ایک اندازے کے مطابق ایک لاکھ سے زائد افراد نے جماعت احمدیہ کی نمائش کو دیکھا۔

احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان حقیر کوششوں کو قبول فرمائے اور تنزانیہ میں جماعت احمدیہ زیادہ سے زیادہ ترقی کرے۔ آمین

مَسائلِ صِیام

(دوسری قسط)

روزہ اور نیت

سوال: کیا روزہ کے لئے نیت ضروری ہے؟

جواب: حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"روزے کے لئے نیت ضروری ہے۔ بغیر نیت کا ثواب نہیں۔ نیت دل کے ارادے کا نام ہے۔ افق مشرق پر سیاہ دھاری سے سفید دھاری شمالاً جنوباً ظاہر ہونے تک کھانا پینا جائز ہے۔ اگر اپنی طرف سے احتیاط ہو اور بعد میں کوئی کہے کہ اس وقت سفیدی ظاہر ہو گئی تھی تو روزہ ہو جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے کھانا کھانے اور نماز فجر میں ۵۰ آیت پڑھنے تک وقفہ ہوتا تھا"۔

(الفضل ۲۸ / جولائی ۱۹۱۴ء)

ایک شخص صبح سے شام تک بغیر کچھ کھائے پیئے سویا رہا یا کسی کام میں ایسا منہمک ہوا کہ کھانے پینے کی ہوش ہی نہ رہی تو اس شخص کے اس فاقہ کو روزہ سمجھنا درست نہ ہوگا۔ کیونکہ روزہ رکھنے کی اس کی نیت ہی نہ تھی اور نہ اس کا یہ فاقہ اس ارادہ سے تھا کہ اس کا روزہ ہے۔

سوال: اگر بوقت سحری روزہ کی نیت نہ تھی لیکن دس یا گیارہ بجے دن کے روزہ کا ارادہ کر لیا تو کیا اس کا روزہ ہو جائے گا؟

جواب: روزہ کی نیت طلوع فجر سے پہلے کی جانی چاہئے۔ البتہ اگر کوئی عذر ہو مثلاً اسے علم نہیں ہو سکا کہ آج سے رمضان شروع ہے۔ یا سویا رہا، صبح بیدار ہونے پر پتہ چلا کہ آج تو روزہ ہے یا کوئی اور اسی قسم کا عذر ہے تو وہ دوپہر سے پہلے پہلے اس دن کے روزہ کی نیت کر سکتا ہے بشرطیکہ اس نے طلوع فجر کے بعد سے کچھ کھایا پیا نہ ہو۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے:

"عَنِ ابنِ عمرَ عَن حَفْصَةَ عَنِ النَّبِی ﷺ اَنَّهُ قَالَ مَنْ لَمْ يَجْمَعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِيَامَ لَهُ"۔

(نیل الاوطار باب وجوب النية من الليل.(ترمذی کتاب الصوم باب لاصيام من لم يعزم من الليل)

یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا: روزہ صرف اسی شخص کا ہے جس نے فجر سے پہلے پختہ عزم کے ساتھ روزہ کی نیت کر لی ہو۔

لیکن اس کے ساتھ ہی ایک اور حدیث ہے:

"اَنَّهُ ﷺ كَانَ يَدْخُلُ عَلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهِ فَيَقُوْلُ هَلْ مِنْ غَدَاءٍ. فَاِنْ قَالُوْا لَا، قَالَ فَاِنِّی صَائِمٌ"۔

(مسلم کتاب الصوم باب جواز الصوم النافلة بينة من النهار)

یعنی حضور ﷺ بعض دفعہ گھر تشریف لاتے اور دریافت فرماتے کہ ناشتہ کے لئے کوئی چیز ہے؟ اگر یہ جواب ملتا کہ کچھ نہیں تو آپؐ فرماتے اچھا آج میں روزہ رکھ لیتا ہوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر فجر سے پہلے نیت کرنے میں کوئی عذر ہو تو دن کے وقت بھی روزے کی نیت کی جا سکتی ہے۔ گو حضور ﷺ کے یہ روزے نفلی تھے۔

اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ ایک بار دوپہر سے پہلے خبر ملی کہ کل رمضان کا چاند مدینہ کی کسی مضافاتی بستی میں دیکھ لیا گیا تھا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا جس نے صبح سے کچھ نہیں کھایا وہ روزہ کی نیت کر لے اور جس نے کچھ کھا پی لیا ہے وہ بعد میں اس روزہ کی قضا کرے"۔

(ابوداؤد کتاب الصيام باب فی شهادة الواحد علی رؤية هلال رمضان)

سوال: (الف) ایک شخص نفلی روزہ کی نیت کرتا ہے لیکن سحری کھانے سے رہ جاتا ہے تو کیا وہ روزہ رکھے؟

(ب) رمضان کی رات میں بیمار تھا۔ صبح سحری کے وقت طبیعت سنبھل گئی تو کیا وہ روزہ رکھے؟

جواب: (الف)۔ سحری کھانا مسنون ہے، ضروری اور واجب نہیں۔ اس لئے اگر کوئی سحری نہیں کھا سکا تو وہ روزہ رکھ سکتا ہے۔ یہ نہیں کہ اس کا روزہ ہی نہیں ہوتا۔

(ب) اگر سحری کے وقت طبیعت اچھی ہو تو روزہ رکھنا چاہئے۔ رات سے روزہ کی نیت ہونے کے یہ معنے ہیں کہ طلوع فجر سے پہلے پہلے روزہ رکھنے کا ارادہ کرے۔

سوال: کیا سحری کھانا ضروری ہے؟

جواب: سحری کھائے بغیر روزہ رکھنے میں برکت نہیں۔ ویسے ضرورت اور عذر کی صورت میں سحری کھائے بغیر بھی روزہ رکھنا جائز ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِی السُّحُوْرِ بَرَكَةً". یعنی سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔

(بخاری کتاب الصوم باب برکة السحور من غير ايجاب)

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔

(اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالک جلد ۳ صفحہ ۱۵)

☆......☆......☆......☆

سفیدی میں نیّتِ روزہ

سوال: ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ میں مکان کے اندر بیٹھا ہوا تھا اور میرا یقین تھا کہ ہنوز روزہ رکھنے کا وقت ہے اور میں نے کچھ کھا کر روزے کی نیت کی مگر بعد میں ایک دوسرے شخص سے معلوم ہوا کہ اس وقت سفیدی ظاہر ہو گئی تھی اب میں کیا کروں؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ایسی حالت میں اس کا روزہ ہو گیا۔ دوبارہ رکھنے کی حاجت نہیں کیونکہ اپنی طرف سے اس نے احتیاط کی اور نیت میں فرق نہیں"۔ (بدر ۱۳ / فروری ۱۹۰۷ء، فتاویٰ مسیح موعودؑ صفحہ ۱۲۶)

سوال: قرآن کریم کی آیت ﴿ثُمَّ اَتِمُّوْا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ﴾ میں اَلَّيْلِ سے از روئے لغت کیا مراد ہے اور آنحضرت ﷺ کا روزہ کی افطاری کے بارہ میں کیا عمل تھا؟۔

جواب: لغت میں لیل کے معنی ہیں "مِن مَغرِب الشَّمْسِ اِلٰی طلُوع الشَّمْسِ" یعنی سورج کے غروب ہونے سے لے کر اس کے طلوع ہونے تک کے وقت کو لیل کہتے ہیں۔ لیکن سنتِ متواترہ اور امت کے اجتماعی عمل سے یہ امر ظاہر ہے کہ آیت مذکورہ میں ساری رات مراد نہیں بلکہ اس کا کچھ حصہ ہے جس میں روزہ کھولنا ہے۔ اب ہم اس حصہ کی تعیین کے لئے قرآنی محاورہ پر غور کرتے ہیں تو رات کا آغاز یعنی سورج کے غروب ہونے کا وقت بنتا ہے کیونکہ الیٰ کا مفہوم یہ ہے کہ روزہ رات آنے تک رکھنا ہے اور اس کے شروع ہوتے ہی افطار کر لینا ہے۔ چنانچہ احادیث بھی اسی مفہوم کی تائید کرتی ہیں۔ بخاری اور مسلم کی حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "اِذَا اَقْبَلَ اللَّيْلُ وَاَدْبَرَ النَّهَارُ وَغَابَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ"۔

(بخاری کتاب الصوم باب متی یحل فطرا لصائم، مسلم باب بيان وقت انقضاء الصوم، ترمذی کتاب الصوم صفحہ ۸۸)۔ کہ جونہی مشرق سے رات آئے اور مغرب کی طرف دن جائے یعنی سورج افق میں غائب ہو جائے تو اسی وقت روزہ دار کو روزہ کھول لینا چاہئے۔ اسی طرح فرمایا "لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوْا الْفِطْرَ"۔ (بخاری باب تعجیل الافطار صفحہ ۲۶۳)۔ جب تک لوگ روزہ جلدی افطار کرتے رہیں گے اس وقت تک بہتری اور بھلائی ان کے ساتھ رہے گی۔

ابن ماجہ کی حدیث ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ روزہ افطار کرنے میں دیر کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ "عَنْ اَبِی هُرِيرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَاعَجَّلُوا الْفِطْرَ. عَجِّلُوْا الفِطْرَ فَاِنَّ الْيَهُوْدَ يُؤَخِّرُوْنَ"۔

(ابن ماجه کتاب الصوم باب ماجاء فی تعجيل الافطار)

ترمذی کی حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ روزہ جلدی افطار کرنے کا خاص اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ (ترمذی باب تعجيل الافطار)

پس یہی سنت متواتر ہے اور اہل سنت والجماعت کے تمام علماء کا اسی کے مطابق عمل ہے۔

☆......☆......☆......☆

سفر میں روزہ کی ممانعت کی وضاحت

۱......: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سفر میں روزہ رکھنے کو حکم عدولی قرار دیا ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:

"مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا"۔

حضور علیہ السلام کا یہ فیصلہ آیت قرآنی ﴿فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾ (البقرہ: ۱۸۵) پر مبنی ہے اور احادیث کے مجموعی مفہوم سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے سفر کی حالت میں رمضان میں روزہ رکھنے والوں کو "عُصَاةٌ" یعنی نافرمان قرار دیا ہے۔ (مسلم کتاب الصوم باب جواز الصوم و الفطر) جن احادیث سے رخصت معلوم ہوتی ہے امام زہریؒ نے ان احادیث کو پہلے کی قرار دیا ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم کی تصریح ہے۔ "قال الزهری وكان الفطر آخر الامرين وانما يؤخذ من امر رسول الله ﷺ بالآخر فالآخر"۔ (مسلم)

۲......: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے باہر سے آنے والے احمدیوں کے لئے قادیان کو وطن ثانی قرار دیا ہے اس لئے وہ وہاں قیام کے دوران میں روزہ رکھ سکتے ہیں اور اگر نہ رکھیں تب بھی جائز ہے۔

۳......: وطن ثانی کی طرف سفر بھی سفر ہی ہے۔ اس لئے روزہ رکھنا جائز نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے افطاری کے وقت سے پہلے قادیان آنے والے روزہ داروں کا روزہ کھلوا دیا تھا۔

۴......: وہ تمام لوگ جن کی ڈیوٹی ہی سفر سے متعلق ہو جیسے ریلوے گارڈ، ڈرائیور، پائلٹ، سفری ایجنٹ، دیہاتی ہرکارے وغیرہ مقیم کے حکم میں ہونگے اور رمضان کے روزے رکھیں گے۔

(فیصله مجلس افتاء نمبر ۴۲، مورخه ۲۲ / فروری ۱۹۷۴ء)

۴......: حضرت اقدس علیہ السلام نے سفر میں روزہ کے حکم کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

"اگر ریل کا سفر ہو، کوئی تکلیف کسی قسم کی نہ ہو تو رکھ لے ورنہ خدا تعالیٰ کی رخصت سے فائدہ اٹھائے"۔ (الحکم ۲۴ / دسمبر ۱۹۰۰ء)

سوال: اگر کسی روزہ دار کو سفر کرنے کی ضرورت پیش آئے تو کیا وہ روزہ توڑ سکتا ہے؟

جواب: رمضان کے دنوں میں حتی الوسع سفر سے بچنا چاہئے اور ضرورت کے وقت ہی سفر پر جانا چاہئے۔ کونسا سفر ضروری ہے اس کا فیصلہ خود سفر کرنے والے کی صوابدید پر ہے اور وہی اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہے کوئی دوسرا اس کے متعلق فیصلہ نہیں کر سکتا۔ باقی سفر کوئی سا ہو جب تک وہ جاری ہے اس میں روزہ نہیں رکھنا چاہئے۔

☆......☆......☆......☆

روزہ رکھ کر سفر شروع کرنا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

"سفر کے متعلق میرا عقیدہ اور خیال یہی ہے ممکن ہے بعض فقہاء کو اس سے اختلاف ہو کہ جو سفر سحری کے بعد شروع ہو کر شام کو ختم ہو جائے وہ روزہ کے لحاظ سے سفر نہیں۔ سفر میں روزہ رکھنے سے شریعت روکتی ہے۔ مگر روزہ میں سفر کرنے سے نہیں روکتی۔ پس جو سفر روزہ رکھنے کے بعد شروع ہو کر افطاری سے پہلے ختم ہو جائے وہ روزہ کے لحاظ سے سفر نہیں۔ روزہ میں سفر ہے۔ سفر میں روزہ نہیں"۔ (الفضل ۲۵؍ستمبر ۱۹۳۲ء)

سوال: بحالت سفر روزہ رکھا جا سکتا ہے یا نہیں۔ نیز کتنے میل تک کا سفر ہو جس میں روزہ نہیں رکھنا چاہئے۔

جواب: سفر میں رمضان کا روزہ نہیں۔ البتہ رمضان کے احترام میں برسرعام کھانے پینے سے احتراز کرنا مستحسن ہے۔ سفر اور اس کی مسافت کی کوئی شرعی حد اور تعریف مقرر نہیں۔ اسے انسان کی اپنی تمیز اور قوت فیصلہ پر رہنے دیا گیا ہے۔

خلاصہ

سفر میں روزے کی چار صورتیں ہو سکتی ہیں:

۱)...... اگر سفر جاری ہو یعنی پیدل یا سواری پر اور چلتا چلا جا رہا ہو تو روزہ نہ رکھا جائے کیونکہ اس صورت میں روزہ چھوڑنا ضروری ہے۔

۲)...... اگر سفر کے دوران کسی جگہ رات کو ٹھہرنا ہے اور سہولت میسر ہے تو روزہ رکھا جا سکتا ہے۔ یعنی روزہ رکھنے اور نہ رکھنے دونوں کی اجازت ہے جبکہ دن بھر وہاں قیام ہے۔

۳)...... سحری کھانے کے بعد گھر سے سفر شروع ہو اور افطاری سے پہلے پہلے سفر ختم ہو جائے یعنی گھر واپس آجانے کا ظن غالب ہو تو روزہ رکھ سکتا ہے۔

۴)...... اگر کسی جگہ پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنا ہے تو وہاں سحری کا انتظام کیا جائے اور روزہ رکھا جائے۔

☆......☆......☆......☆

بیمار اور مسافر

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ:

"جو شخص مریض اور مسافر ہونے کی حالت میں ماہ صیام میں روزہ رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے صریح حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے کہ بیمار اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ مرض سے صحت پانے اور سفر کے ختم ہونے کے بعد روزے رکھے۔ خدا کے اس حکم پر عمل کرنا چاہئے کیونکہ نجات فضل سے ہے اور اپنے اعمال کا زور دکھا کر کوئی شخص نجات حاصل نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ مرض تھوڑی ہو یا بہت اور سفر چھوٹا ہو یا لمبا بلکہ حکم عام ہے اور اس پر عمل کرنا چاہئے۔ مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا۔

(بدر ۱۷؍اکتوبر ۱۹۰۷ء)

☆......☆......☆......☆

روزہ رکھنے کی عمر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا:

"کئی ہیں جو چھوٹے بچوں سے بھی روزہ رکھواتے ہیں حالانکہ ہر ایک فرض اور حکم کے لئے الگ الگ حدیں اور الگ الگ وقت ہوتا ہے۔ ہمارے نزدیک بعض احکام کا زمانہ چار سال کی عمر میں شروع ہو جاتا ہے اور بعض ایسے ہیں جن کا زمانہ سات سال سے بارہ سال تک ہے اور بعض ایسے ہیں جن کا زمانہ ۱۵ یا ۱۸ سال کی عمر سے شروع ہوتا ہے۔ میرے نزدیک روزوں کا حکم ۱۵ سے ۱۸ سال تک کی عمر کے بچے پر عائد ہوتا ہے اور یہی بلوغت کی حد ہے۔ ۱۵ سال کی عمر میں روزے رکھنے کی عادت ڈالنی چاہئے اور ۱۸ سال کی عمر میں روزے فرض سمجھنے چاہئیں۔ مجھے یاد ہے جب ہم چھوٹے تھے ہمیں بھی روزہ رکھنے کا شوق ہوتا تھا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں روزہ نہیں رکھنے دیتے تھے۔ اور بجائے اس کے کہ ہمیں روزہ رکھنے کے متعلق کسی قسم کی تحریک کرنا پسند کریں ہمیشہ ہم پر رعب ڈالتے تھے۔ تو بچوں کی صحت کو قائم رکھنے اور ان کی قوت کو بڑھانے کے لئے روزہ رکھنے سے انہیں روکنا چاہئے۔ اس کے بعد جب ان کا وہ زمانہ آئے جب وہ اپنی قوت کو پہنچ جائیں جو ۱۵ سال کی عمر کا زمانہ ہے تو پھر ان سے روزے رکھوائے جائیں۔ اور وہ بھی آہستگی کے ساتھ۔ پہلے سال جتنے رکھیں دوسرے سال ان سے کچھ زیادہ اور تیسرے سال اس سے زیادہ رکھوائے جائیں۔ اس طرح بتدریج ان کو روزہ کا عادی بنایا جائے"۔

(الفضل ۱۱؍اپریل ۱۹۲۵ء)

"بوڑھا جس کے قویٰ مضمحل ہو چکے ہیں اور روزہ اسے زندگی کے باقی اشغال سے محروم کر دیتا ہے۔ اس کے لئے روزہ رکھنا نیکی نہیں۔ پھر وہ بچہ جس کے قویٰ نشوونما پا رہے ہیں اور آئندہ پچاس ساٹھ سال کے لئے طاقت کا ذخیرہ جمع کر رہے ہیں اس کے لئے بھی روزہ رکھنا نیکی نہیں ہو سکتا۔ مگر جس میں طاقت ہے اور جو رمضان کا مخاطب ہے وہ اگر روزہ نہیں رکھتا تو گناہ کا مرتکب ہے"۔

(الفضل ۲؍فروری ۱۹۳۳ء)

☆......☆......☆......☆

مرضعہ، حاملہ، بچہ اور طالبعلم

"قرآن میں صرف بیمار اور مسافر کے لئے روزہ نہ رکھنے کی وضاحت ہے۔ دودھ پلانے والی عورت اور حاملہ کے لئے کوئی ایسا حکم نہیں۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے انہیں بیمار کی حد میں رکھا ہے۔ اسی طرح وہ بچے بھی بیمار کی حد میں ہیں جن کے اجسام ابھی نشوونما پا رہے ہیں یا کمزور صحت کے ساتھ جو امتحان کی تیاری میں بھی مصروف ہیں۔ ان دنوں ان کے دماغ پر اس قدر بوجھ ہوتا ہے کہ بعض پاگل ہو جاتے ہیں۔ کئی ایک کی صحت خراب ہو جاتی ہے۔ پس اس سے کیا فائدہ ہے کہ ایک بار روزہ رکھ لیا اور پھر ہمیشہ کے لئے محروم ہو گئے"۔

(الفضل جلد ۱۸ نمبر ۸۸ صفحہ ۳۰۔۳۱)

سوال: طالب علم جو امتحان کی تیاری میں مصروف ہیں اس کے لئے روزہ رکھنے کی کیا ہدایت ہے؟

جواب: "روزہ کی وجہ سے روزمرہ کی مصروفیات کو ترک کرنے کا ہمیں حکم نہیں دیا گیا۔ اس لئے روزمرہ کے کام کی وجہ سے اگر ایک انسان کے لئے روزہ ناقابل برداشت ہے تو وہ مریض کے حکم میں ہے۔ لیکن اس بارہ میں کلیۃً وہ اپنے اقدام کا خود ذمہ دار ہو گا اور اس سے اس کی نیت اور حالت کے مطابق اللہ تعالیٰ سلوک کرے گا۔ گویا اپنے حالات کے بارہ میں فیصلہ دینے میں انسان آپ مفتی ہے۔

جو شخص روزہ رکھنے سے بیمار ہو جاتا ہے خواہ وہ پہلے بیمار نہ ہو اس کے لئے روزہ معاف ہے۔ اگر اس کی حالت ہمیشہ ایسی رہتی ہو تو کبھی اس پر روزہ واجب نہ ہو گا۔ اور اگر کسی موسم میں ایسی حالت ہو تو دوسرے وقت میں رکھ لے۔ ہاں تقویٰ سے کام لے کر خود سوچ لے کہ صرف عذر نہ ہو بلکہ حقیقی بیمار ہو"۔ (الفضل ۲۲؍مئی ۱۹۲۲ء)

سوال: بعض اوقات رمضان ایسے موسم میں آتا ہے کہ کاشتکاروں سے جبکہ کام کی کثرت ہوتی ہے۔ مثلاً تخم ریزی کرنا یا فصل کاٹنا ہے۔ اسی طرح مزدور جن کا گزارہ مزدوری پر ہے ان سب سے روزہ نہیں رکھا جاتا۔ ان کی نسبت کیا ارشاد ہے؟

جواب: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ یہ لوگ اپنی حالتوں کو مخفی رکھتے ہیں۔ ہر شخص تقویٰ و طہارت سے اپنی حالت سوچ لے اگر کوئی اپنی جگہ مزدور رکھ سکتا ہے تو ایسا کرے ورنہ مریض کے حکم میں ہے۔ پھر جب یُسر ہو رکھ لے اور ﴿عَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ﴾ کی نسبت فرمایا کہ معنے یہ ہیں کہ جو طاقت نہیں رکھتے"۔ (بدر ۲۶؍ستمبر ۱۹۰۷ء)

ایک دوست نے حضرت صاحب سے ذیابیطس کی بیماری میں روزہ کے متعلق دریافت کیا۔ اس کے جواب میں آپؑ نے فرمایا:

"بیماری میں روزہ جائز نہیں اور ذیابیطس کے لئے تو بہت ہی مضر ہے"۔

(الفضل ۱۵؍جولائی ۱۹۱۵ء)

☆......☆......☆......☆

بعض پرانی بیماریاں

بعض بیماریاں ایسی بھی ہوتی ہیں جن میں انسان سارے کام کر لیتا ہے۔ مثلاً پرانی بیماریاں ہیں ان میں سب کام کرتا رہتا ہے۔ ایسا شخص بیمار نہیں سمجھا جاتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک دفعہ یہ فتویٰ پوچھا گیا کہ کیا اس ملازم کا سفر شمار کیا جائے گا جو ملازم ہونے کی وجہ سے سفر کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا:

"اس کا سفر سفر نہیں گنا جا سکتا۔ اس کا سفر تو ملازمت کا ایک حصہ ہے۔ اسی طرح بعض ایسی بیماریاں ہوتی ہیں جن میں انسان سارے کام کرتا رہتا ہے۔ فوجیوں میں بھی ایسے ہوتے ہیں جو ان بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں مگر وہ سارے کام کرتے رہتے ہیں۔ چند دن پیچش ہو جاتی ہے مگر اس وجہ سے وہ ہمیشہ کے لئے کام کرنا چھوڑ نہیں دیتے۔ پس اگر دوسرے کاموں کے لئے وقت نکل آتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ ایسا مریض روزے نہ رکھ سکے۔ اس قسم کے بہانے محض اس وجہ سے ہوتے ہیں کہ ایسے لوگ دراصل روزہ رکھنے کے خلاف ہوتے ہیں۔ بے شک یہ قرآنی حکم ہے کہ سفر کی حالت میں اور اسی طرح بیماری کی حالت میں روزے نہیں رکھنے چاہئیں اور ہم اس پر زور دیتے ہیں تا قرآنی حکم کی ہتک نہ ہو مگر اس بہانہ سے فائدہ اٹھا کر جو لوگ روزہ رکھ سکتے ہیں اور پھر وہ روزہ نہیں رکھتے یا ان سے کچھ روزے رہ گئے ہوں اور کوشش کرتے تو انہیں پورا کر سکتے تھے لیکن ان کو پورا کرنے کی کوشش نہیں کرتے تو وہ ایسے ہی گنہگار ہیں جس طرح وہ گنہگار ہے جو بلا عذر رمضان کے روزے نہیں رکھتا"۔ اس لئے ہر احمدی کو چاہئے کہ جتنے روزے اس نے غفلت یا کسی شرعی عذر کی وجہ سے نہیں رکھے وہ انہیں بعد میں پورا کرے۔

بعض فقہا کا خیال ہے کہ پچھلے سال کے چھوٹے ہوئے روزے دوسرے سال نہیں رکھ سکتے (بدایۃ المجتہد صفحہ ۲۰۶) لیکن میرے نزدیک اگر کوئی لاعلمی کی وجہ سے روزے نہیں رکھ سکا تو لاعلمی معاف ہو سکتی ہے۔ ہاں اگر اس نے دیدہ دانستہ روزے نہیں رکھے تو پھر قضاء نہیں۔ جیسے جان بوجھ کر چھوڑی ہوئی نماز کی قضاء نہیں لیکن اگر اس نے بھول کر روزے نہیں رکھے یا اجتہادی غلطی کی بنا پر اس نے روزے نہیں رکھے تو میرے نزدیک وہ دوبارہ رکھ سکتا ہے"۔

(الفضل ۱۶؍اگست ۱۹۴۸ء)

(ماخوذ از فقہ احمدیہ)

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 - 8553 3611

کلمات تثلیث کی نئی اور جدید تشریحات

عیسائی علماء کی تحریرات کی روشنی میں

سنو اب وقت توحید اتم ہے ☆ ستم اب مائلِ ملکِ عدم ہے

(انور محمود خان ۔ لاس اینجلیز ۔ امریکہ)

(تیسری اور آخری قسط)

عقیدہ نمبر ۵

روایتی نظریہ

مسیح صلیبی وفات کے بعد زندہ ہو گئے اور زندہ آسمان پر چلے گئے۔

جدید نظریہ

پال سی پاپاس اپنی تصنیف ”مسیح کا مقبرہ کشمیر میں“ میں تحریر کرتے ہیں:

”مسیح کے زندہ آسمان پر جانے کی کہانی کو غیر اہم سمجھتے ہیں۔ بائبل کے کسی مصنف نے زندہ آسمان پر جانے کو بیان نہیں کیا۔ متی اور یوحنا نے اس کے بارہ میں کچھ نہیں کہا۔ متی باب ۲۸ آیات ۱۶ تا ۲۰ میں متی نے حواریوں کی مسیح سے پہاڑ پر ملاقات کا تذکرہ کیا ہے جس میں مسیح نے حواریوں کو یہ تلقین کی کہ تمام اقوام کو مسیح پر ایمان کی دعوت دیں اور یہ کہ مسیح ان کے ساتھ اخیر وقت تک رہیں گے۔ اور اس کے علاوہ مزید کوئی بیان نہیں۔ یوحنا نے بھی اپنی تحریروں میں مسیح کی حواریوں سے بعد واقعہ صلیب ملاقات کا ذکر کیا ہے اور زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کا کوئی ذکر نہیں۔ صرف مرقس نے ذکر کیا ہے اور وہ بھی بعد کے اعادہ میں (۱۶:۹تا ۲۰) اور یہ آیات بذاتہ بعد کے اعادے ہیں۔ مرقس کی عبارت یہاں ختم ہوتی ہے جب عورتوں نے پطرس کو یہ پیغام دیا کہ ایک میٹنگ گلیل میں مسیح کے ساتھ ہو گی اور اس بیان پر ختم ہے کہ مسیح نے مشرق سے مغرب تک نجات کا لافانی پیغام دیا (۱۶:۲۱)۔ لوقا نے اپنے بیان کو یہاں ختم کیا ہے کہ جب مسیح نے یروشلم سے بیٹھانی تک سفر کیا اور اسی مبارک سفر میں ان سے جدا ہو گیا اور وہ سب یروشلم واپس خوشی خوشی آگئے اور سارا وقت گرجے میں عبادت میں گزارا۔ نبیوں کے اعمال نامے (۱:۱ تا ۱۱) میں جو لوقا کی طرف منسوب ہوتا ہے اور قریباً دوسری صدی میں لکھا گیا یہ ذکر موجود ہے کہ مسیح زیتون کے پہاڑ پر حواریوں سے ملاقات کے بعد اوپر کی طرف اٹھ گیا اور اس کو ایک بادل نے جالیا اور وہ ان کی آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔ اور جب حواری اوپر کی جانب دیکھ رہے تھے دو افراد سفید لباس میں ملبوس نظر آئے جنہوں نے کہا کہ مسیح اسی طرح واپس آئیں گے۔ چنانچہ زندہ آسمان پر اٹھا لئے جانے کی کہانی بعد کی اختراع ہے اور غالباً اس کا محرک وہ کہانیاں ہیں جو الیاس نبی کے آسمان پر جانے سے معرض وجود میں آئیں“۔

(Pappas, Paul C, Jesus, Tomb in India, Berkley, Ca. Asian Humanities Press,1991,p.70)

☆Hans King جو کہ ایک عظیم جرمن محقق ہیں نے اپنی کتاب ”عیسائی ہونے پر“ (On being a Christian) میں ان تمام فرضی تصورات کے بارہ میں جو کہ عیسائیت میں سرایت کر گئے ہیں اور عقائد کا جزو قرار دئے جا چکے ہیں، میں تحریر کرتے ہیں:

"Obviously jesus did not go on a journey into space. In which direction would he have ascended, at what speed, and how long would it have taken? Ascension in these terms is inconceivable to modern man, but it was familiar enough to people at that time. We hear of ascension, not only in connection with Elijah and Enoch in the Old Testament, but also with other great figures of antiquity like Hercules, Empedocles, Romulus, Alexander the Great and Apollonius of Tyana. It was a question of being carried up, not of a "journey to heaven," neither the way to heaven nor the arrival there being described, but only the disappearance from earth. In this respect the cloud signifies both the closeness and the unapproachability of God. The taking up pattern was therefore at Luke's disposal as ideal type and narrative form".

(Hans.Kung,on Being a Christian)

یعنی ”واضح طور پر مسیح نے خلاء میں کوئی سفر نہیں کیا۔ کس سمت انہوں نے یہ پرواز کی ہو گی، کس رفتار سے، اور ان کو کتنا عرصہ لگا ہو گا؟ اوپر کی جانب سے یہ صعود ان معنوں میں جدید انسان کی عقل سے بعید از قیاس ہے۔ لیکن اس وقت کے زمانے کے لوگوں میں یہ عام طور پر رائج ہو گا۔ چنانچہ ہم نے اس قسم کا صعود الیاس کے بارہ میں اور عہد نامہ قدیم میں Enoch کے بارہ میں سنا ہے بلکہ زمانہ قدیم کی اہم شخصیات مثلاً Hercules، Empedocles، Pomulous اور Alexander اور Tyne کے Appolinus کے بارہ میں یہ امر مشہور زمانہ سمجھا جاتا تھا۔ سوال وہاں لے جائے جانے کا تھا نہ کہ آسمان کی طرف سفر کا۔ نہ اس صعود کی سمت بیان کی گئی اور نہ وہاں پہنچنا بتایا گیا۔ صرف زمین سے ان کا غائب ہو جانا واضح سمجھا گیا۔ چنانچہ اس ضمن میں بادلوں کا بیان قربت اور خدا تعالیٰ سے نارسائی کو ظاہر کرتا ہے“۔

☆......بشپ جان شیلبی اسپانگ نے بھی اپنی کتاب میں یہ ثابت کیا ہے کہ بائبل کے بیانات کو ظاہر پر محمول کرنا انتہائی حماقت ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

" I will not allow my twentieth century mind to be compromised by the literalism of another era that is not capable of being believed in a literal way today. If the resurrection of jesus cannot be believed except by assenting to the fantastic descriptions included in the gospels, then Christianity is doomed. For that view of resurrection is not believable, and if that is all there is, and then christianity, which depends upon the truth and authenticity of jesus resurrection, also is not believable. If that were the requirement of belief as a christian, then I would sadly leave my house of faith. With me in this exodus from the christian church, however, would be every ranking New Testament scholar in the world - catholic and protestants alike, E.C Hoskyns, C.H, Dodd, Rudolf Bultmann, Reginald fuller, Joseph Fitzmyer, w.e. Albright, Raymond brow, Paul Minear, R.H.Lightfoot, Herman Hendricks, Edward Schillebeeckx, Hans Kung,Carl Rahner, Phyillis Trible, Jane Schaberg, D.H.Nineham, Maurice Goguel, and countless others. These are the scholars of great personal integrity." ...... For me the Gospel traditions are pointers towards the truth.They are not the truth."

(Spong,John Shelby Why Christianity must change or die, 1988,Horper Collins Publishers 1998 pp 237-238)

یعنی ”مَیں ہرگز اپنے بیسویں صدی کے دماغ کو اجازت نہیں دے سکتا کہ وہ ظاہری طور پر ان بیانات کو قبول کرے جو کسی اگلے وقت میں قبول کئے جا سکتے ہیں۔ اگر مسیح کا مُردوں سے جی اٹھنا صرف انہی بیانات کو جو بائبل میں درج ہیں ظاہر پر محمول کرتے ہوئے قبول کئے بغیر نہیں رہا جا سکتا تو سمجھو کہ عیسائیت کا خاتمہ ہو گیا کیونکہ مُردوں سے جی اٹھنے کا یہ تصور ہرگز قابل قبول نہیں اور اگر عیسائیت میں صرف یہی تصورات ہیں تو ایسی عیسائیت بھی قابل قبول نہیں جو مسیح کے اس طرح جی اٹھنے پر یقین رکھتی ہے۔

اگر عیسائی بننے کے لئے ان عقائد پر ایمان لانا ضروری ہے تو مَیں بہت افسوس کے ساتھ اپنے ایمان کے گھر کو خیر باد کہہ دوں گا اور میرے ہمراہ عیسائیت سے اس کوچ میں بے شمار محققین عیسائیت ہیں جو کیتھولک بھی ہیں اور پراٹسٹنٹ بھی۔ مثلاً Rudolf ،C.H.Dodd،E.C.Hoskyns Joseph ،Reigold Fuller،Bultman ،Raymond Brow،Fitzmyer ،Paul Minear،W.E. Albright Monica Goguel- ،R.H.Lightfoot Herman Neinlam اور اسی طرح اور بیشمار افراد شامل ہیں۔ یہ تمام محققین پائے کے اسکالرز ہیں .... میرے لئے انجیل کے بیانات سچائی کی طرف اشارے ہیں سچائی نہیں“۔

اسلامی نظریہ

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا﴾ بلکہ اللہ نے اپنی طرف اس کا رفع کر لیا اور یقیناً اللہ کامل غلبہ والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”یہود نے یہ دعویٰ کیا کہ انہوں نے مسیح کو صلیب پر مار دیا اور اس طور پر انہوں نے ثابت کر دیا کہ مسیح خدا کے سچے نبی نہیں تھے۔ یہ آیت اور اس کے پہلے آنے والی آیت دونوں یہود کے اس دعوے کو جھوٹا ثابت کرتی ہیں اور مسیح پر جو الزام عائد کئے گئے ان کی تردید کرتی ہے۔ یہ بتا کر کہ خدا نے مسیح کو عزت دی اور روحانی رفعت عطا کی۔ اس آیت میں زندہ آسمان پر جانے کا ہرگز کوئی ذکر نہیں ملتا۔ یہ آیت صرف یہ بتلا رہی ہے کہ خدا نے اپنی طرف اٹھا لیا جس کا واضح مطلب ہے کہ روحانی درجات بلند کئے۔ اس لئے کہ خدا کی طرف کوئی ساکت مقام رہائش تجویز نہیں کیا جا سکتا“۔

ان چاروں نکات فکر کے تقابلی جائزہ سے یہ واضح ہو جائے گا کہ عیسائیوں کا دو ہزار سال پرانا فرسودہ نظریہ زمانہ حال کا دماغ قبول کرنے سے قاصر ہے اور انہی الفاظ کو جنہیں ظاہری معنوں پر محمول کیا گیا تھا جب استعارے کی زبان سمجھتے ہوئے ان پر غور کریں تو نقشہ ہی بدل جاتا ہے اور محققین کے تازہ بیانات احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تائید میں کھڑے نظر آتے ہیں بلکہ ایک عیسائی بشپ کے بقول اگر عیسائی دنیا ان نئے معانی کو حرز جان نہیں بنائے گی تو وہ فی الحقیقت کالعدم ہو جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہی سچ فرمایا ہے ؎

دکھائیں آسماں نے ساری آیات
زمین نے وقت کی دیدیں شہادات
سنو اب وقت توحید اتم ہے
ستم اب مائل ملک عدم ہے
خدا نے روک ظلمت کی اٹھا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِی اَخْزَی الْاَعَادِی

☆......☆......☆......☆

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔
(مینجر)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ براہ کرم خطوط میں مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی تحریر فرمایا کریں:

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ

ہفت روزہ "سیر روحانی" ۸ تا ۱۴/جون ۲۰۰۰ء میں حضرت عثمان بن مظعون کے بارہ میں ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔ آپؓ کی کنیت ابوسائب تھی، والدہ کا نام سخیلہ تھا۔ آپؓ بہت ابتداء میں اسلام لائے۔ پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی لیکن قریش مکہ کے اسلام لانے کی افواہ سن کر واپس تشریف لائے۔ واپسی پر ولید بن مغیرہ نے آپؓ کو پناہ دی۔ چند دن بعد آپؓ نے محسوس کیا کہ اُن کو تو ولید کی پناہ میں ہونے کی وجہ سے کوئی کچھ نہیں کہتا لیکن آنحضور ﷺ اور دیگر صحابہؓ طرح طرح کی مشکلات برداشت کررہے ہیں۔ اس پر آپؓ نے ولید کو کہا کہ وہ اپنی پناہ واپس لے لے۔ ولید نے سمجھایا لیکن یہ نہ مانے اور مسجد میں جاکر ولید کی پناہ سے نکلنے کا اعلان کردیا۔

ایک جگہ لبید بن ربیعہ کی محفل مشاعرہ ہورہی تھی۔ آپؓ بھی بیٹھ گئے۔ لبید نے اپنے شعر کا پہلا مصرعہ پڑھا کہ اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے۔ اس پر عثمانؓ بولے: تُو نے سچ کہا۔ جب ولید نے دوسرا مصرع پڑھا کہ ہر نعمت آخرکار زائل ہونے والی ہے، تو عثمانؓ بولے: تُو نے جھوٹ کہا ہے۔ لبید نے دوبارہ یہ شعر پڑھا تو حضرت عثمانؓ نے دوبارہ یہی فقرے دہرائے۔ اس پر لبید بولا کہ اے قریش! تمہاری مجلسیں ایسی تو نہ تھیں۔ یہ سن کر ایک شخص نے حضرت عثمانؓ کو آنکھ پر تھپڑ مارا جس سے وہ گھائل ہوگئی۔ لوگوں نے کہا: تُو جس پناہ میں تھا، وہ تیرے لئے اس تکلیف سے اچھی نہ تھی؟۔ آپؓ نے فرمایا: خدا کی قسم میری دوسری آنکھ بھی اس تکلیف کی مشتاق ہے جو پہلی کو اللہ کی راہ میں پہنچی ہے اور میرے لئے نبی ﷺ اور اُن کے اصحابؓ کا اسوہ ہے۔ ولید نے پوچھا: بھتیجے کیا تو میری پناہ میں ہے؟۔ آپؓ نے جواب دیا کہ میرے لئے اللہ کی ہی پناہ کافی ہے اور وہی مجھے پناہ دینے والا ہے۔

حضرت عثمانؓ ہجرت مدینہ کے بعد غزوہ بدر میں بھی شامل ہوئے۔ بہت عابد تھے۔ دن کو روزہ رکھتے اور رات کو عبادت کرتے۔ آپؓ نے نبی کریم ﷺ سے تبتل (یعنی عمر بھر شادی نہ کرنے) کی اجازت مانگی تھی لیکن آنحضور ﷺ نے منع فرمادیا۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے بھی آپؓ نے شراب کو اپنے اوپر حرام کیا ہوا تھا۔

آپؓ ۲ ہجری میں فوت ہوئے۔ آپؓ پہلے مہاجر صحابیؓ تھے جو مدینہ میں فوت ہوئے۔ آنحضور ﷺ نے آپؓ کی میت دیکھی تو آپؐ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ آپؐ نے عثمانؓ کے ماتھے پر بوسہ دیا اور آپؓ کی میت کے ساتھ جنت البقیع تشریف لے گئے۔ تدفین کے بعد آپؓ کی قبر پر ایک پتھر اپنے ہاتھ سے نصب کیا۔ جنت البقیع میں دفن ہونے والے آپؓ پہلے صحابی تھے۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلویؓ

آپ ۱۲۸۰ھ میں باغیت ضلع میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ مکتبی تعلیم میں فارسی زبان کے علاوہ درسی کتب کا بھی مطالعہ کیا۔ سترہ سال کی عمر میں تعلیم سے فارغ ہوئے۔ انہی ایام میں کسی مقدمہ کے سلسلہ میں تحصیلدار کی کچہری میں گئے جہاں ایک تحریر جو خط طغریٰ میں لکھی گئی تھی اور کسی سے پڑھی نہ جاتی تھی، آپ نے پڑھ دی۔ اس پر تحصیلدار نے آپ کو سررشتہ داری کی ملازمت پیش کی لیکن آپ نے والدہ کی اجازت نہ ملنے پر اسے قبول نہ کیا۔ بعدازاں ریاست کپورتھلہ میں کسبِ معاش کا آغاز کیا اور عدالت میں اپیل نویس مقرر ہوگئے۔ اُس زمانہ میں صرف ایک ہی شخص کو اپیل نویسی کی اجازت ہوتی تھی اسلئے آمدنی بہت معقول تھی۔ چونکہ آپ تحریر میں بہت مشاق تھے اسلئے مجسٹریٹ آپ سے سررشتہ داری کا کام بھی لیتے تھے اور آپکی بجائے ایک دوسرا شخص اپیل نویس کا کام کرتا تھا۔ یہ طریق آپ کیلئے اس لئے مفید تھا کہ ملازمت والی پابندی نہ تھی اور آپؓ زیادہ سے زیادہ وقت حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں گزار سکتے تھے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے براہین احمدیہ چھپنے پر اس کا ایک نسخہ حاجی ولی اللہ صاحب کو بھیجا جو کپورتھلہ میں مہتمم بندوبست تھے۔ یہ نسخہ جو لوگ پڑھ کر حاجی صاحب کو سنواتے اُن میں حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ بھی شامل تھے۔ کتاب سننے اور سنانے والے سب کو ہی حضور علیہ السلام سے محبت ہوگئی تھی اور وہ اس کتاب کی فصاحت و بلاغت پر عش عش کراٹھتے تھے۔ ۱۸۸۴ء کے لگ بھگ حضرت منشی صاحب کی آمد و رفت قادیان شروع ہوگئی۔ آپ نے کئی بار بیعت لینے کے لئے حضورؑ کی خدمت میں عرض کیا لیکن حضورؑ نے یہی فرمایا کہ مجھے حکم نہیں۔ جب اذن الٰہی ہوا تو حضورؑ نے ایک خط آپ کو اور بعض دیگر اصحاب کو تحریر فرمایا چنانچہ آپؓ نے دیگر دوستوں کے ہمراہ لدھیانہ پہنچ کر بیعت کی توفیق پائی۔

حضرت منشی صاحبؓ کا خط بہت پاکیزہ تھا اور زودنویسی کا ملکہ بھی حاصل تھا۔ جب آپؓ قادیان میں ہوتے تو حضورؑ کے خطوط کے جوابات لکھتے، بہت دفعہ حضورؑ اشتہارات و مضامین بول کر آپؓ کو لکھواتے۔ جنگ مقدس یعنی مباحثہ آتھم بھی آپؓ اور خلیفہ نورالدین صاحب جمونی کا لکھا ہوا ہے۔

حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ نے ایک بار حضرت منشی صاحبؓ سے فرمایا کہ مجھے آپؓ پر رشک آتا ہے کیونکہ آپؓ کا زودنویس ہونا بھی حضرت صاحب سے قرب کا موجب ہے۔

حضرت منشی صاحبؓ ۲۰/اگست ۱۹۴۱ء کی صبح وفات پاگئے۔ جنازہ قادیان لایا گیا اور حضور علیہ السلام کے مزار کے قریب ترین حصہ میں تدفین عمل میں آئی۔ آپؓ کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے خطبہ جمعہ کے دوران فرمایا: "منشی ظفر احمد صاحبؓ اُن آدمیوں میں سے آخری آدمی تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ابتدائی ایام میں اکٹھے رہے اور یہ ایک عجیب بات ہے کہ یہ رتبہ پنجاب کی دو ریاستوں کو ہی حاصل ہوا ہے۔ پٹیالہ میں میاں عبداللہ صاحب سنوریؓ کو خدا تعالیٰ یہ رتبہ دیا اور کپورتھلہ میں منشی اروڑے خانصاحبؓ، عبدالمجید خانصاحب کے والد منشی محمد خان صاحبؓ اور منشی ظفر احمد خانصاحبؓ کو یہ رتبہ ملا۔ یہ چار آدمی تھے جن کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ دعویٰ ماموریت اور بیعت سے بھی پہلے کے تعلقات تھے کہ ایک منٹ کے لئے بھی دُور رہنا برداشت نہیں کرسکتے تھے۔ کپورتھلہ کی جماعت کو ایک خصوصیت یہ بھی حاصل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی جماعت کو یہ لکھ کر بھیجا تھا کہ مجھے یقین ہے کہ جس طرح خدا نے ہمیں اس دنیا میں اکٹھا رکھا ہے، اسی طرح اگلے جہاں میں بھی کپورتھلہ کی جماعت کو میرے ساتھ رکھے گا..... یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہزاروں نشانوں کا چلتا پھرتا ریکارڈ تھے۔"

حضرت منشی صاحبؓ سے بہت سی روایات مندرج ہیں۔ ایک واقعہ بیعت اولیٰ سے پہلے کا ہے جب بٹالہ کے عیسائیوں نے کہا کہ ہم ایک مضمون لفافے میں بند میز پر رکھ دیتے ہیں اور حضورؑ وہ مضمون بتادیں۔ حضورؑ نے جواباً یہ شرط پیش کی کہ اگر ہم وہ مضمون بتادیں تو مسلمان ہونا ہوگا۔

اسی طرح ایک طالبعلم محمد حیات کو طاعون ہوگئی اور اُسے باغ میں بھیج دیا گیا۔ اُس کی حالت ایسی تھی کہ چھ گلٹیاں تھیں، بخار تھا اور پیشاب میں خون آرہا تھا۔ حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ نے اُس کی حالت دیکھ کر کہا کہ رات کو اس کا مر جانا اغلب ہے۔ اس پر حضرت منشی صاحبؓ سمیت چند احباب حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کے لئے عرض کی۔ آپؓ بیان کرتے ہیں کہ جب حضورؑ نے فرمایا میں دعا کرتا ہوں تو مَیں نے روتے روتے عرض کی کہ حضورؑ! دعا کا وقت نہیں، سفارش فرمائیں۔ میری طرف مُڑ کر دیکھا اور فرمایا: بہت اچھا۔ رات دو بجے حضورؑ مسجد کی چھت پر دوبارہ تشریف لائے اور ہم سے محمد حیات کا پوچھ کر آنے کو کہا۔ ہم نے جاکر دیکھا تو وہ قرآن شریف پڑھتا تھا اور اُس کو بالکل آرام آچکا تھا۔

حضرت منشی صاحبؓ کا ذکر خیر ماہنامہ "خالد" دسمبر ۲۰۰۰ء میں مکرم احمد طاہر مرزا صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

محترم چودھری عبدالمجید طالب صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۳/نومبر ۲۰۰۰ء میں مکرم شیخ طاہر احمد نصیر صاحب محترم چودھری عبدالمجید طالب صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ ۱۹۱۴ء میں جالندھر سے تین میل دُور واقع گاؤں وڈالہ میں پیدا ہوئے۔ ۲۹ء میں میٹرک کیا۔ اس دوران آپ کے بڑے بھائی محترم عبدالحمید صاحب نے احمدیت قبول کرلی تھی اور وہ گھر میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتب لایا کرتے تھے۔ چونکہ آپ کو مطالعہ کا شوق تھا اس لئے آپ اُن کتب کو پڑھتے اور آخر ۱۹۳۰ء میں قادیان جاکر حضرت مصلح موعودؓ کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت پائی۔ ۱۹۳۴ء میں پنجاب یونیورسٹی سے انگریزی میں بی۔اے آنرز کرلیا۔ اسی دوران آپ کے علاقہ میں احمدیت کی مخالفت اس قدر بڑھ گئی کہ الفضل میں اس کی مکمل رپورٹ شائع ہوئی جس میں احمدیوں کے نام اور کوائف بھی درج تھے۔ اُس وقت محترم منشی غلام نبی صاحب الفضل کے ایڈیٹر تھے۔ انہوں نے آپ کو لکھا کہ اگر صحافت سے کوئی دلچسپی ہے تو ایک مضمون لکھ کر بھیجو۔ آپ نے ایک مضمون بھجوایا جس کی اشاعت کے ساتھ ہی انہوں نے آپ کو الفضل میں شمولیت کی دعوت دی اور اس طرح ۱۹۳۵ء میں آپ کا تقرر بطور اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل ہوگیا۔

قادیان میں قیام کے دوران آپ نے کئی تقریری مقابلوں اور مباحثوں میں حصہ لیا جو وہاں مجلس ارشاد کے تحت ہوتے تھے اور جن کی رپورٹ اخبار میں شائع ہوتی تھی۔ آپ ۱۹۳۸ء تک اسسٹنٹ ایڈیٹر رہے۔ اس دوران بڑی تعداد میں مضامین لکھے اور حضرت مصلح موعودؓ کی بعض تقاریر کو قلمبند کرنے کی سعادت بھی حاصل کی۔ ۱۹۳۸ء میں الفضل کے اسسٹنٹ مینجر بنادیئے گئے۔ آپ کو عمدہ کارکردگی کی بنیاد پر نومبر ۴۲ء میں ساٹھ روپے انعام سے نوازا گیا اور دسمبر ۴۲ء میں مینجر بنادیا گیا۔ ۱۹۴۵ء تک اس عہدہ پر خدمت کی سعادت پائی۔

۱۹۴۵ء میں محکمہ اطلاعات حکومت ہند سے بطور اسسٹنٹ جرنلسٹ وابستہ ہوکر دہلی چلے گئے۔ ۴۷ء میں پاکستان آگئے اور محکمہ اطلاعات و نشریات میں مختلف حیثیتوں سے کام کیا۔ ۶۴ء میں پیرس سے فرنچ زبان میں آنرز ڈپلومہ حاصل کیا۔ یکم جنوری ۷۳ء کو انفارمیشن افسر کی حیثیت سے ریٹائرڈ ہوئے۔ آپ اردو، فارسی، عربی اور فرانسیسی بہت عمدہ جانتے تھے اور ان زبانوں میں بے شمار اشعار آپ کو یاد تھے۔ ۱۷/جون ۲۰۰۰ء کو کراچی میں وفات پائی۔

Muslim TV AHMADIYYA

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission

26/11/2001 – 02/12/2001

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in Greenwich Mean Time. For more information please phone on +44 20 8870 8517 or fax +44 20 8874 8344

Monday 26th November 2001

00.05	Tilawat, News, Dars Malfoozat
01.00	Dars ul Quran: No.8®
	By Hadhrat Khalifatul Masih IV
02.30	Quiz Program: Hijri Shamsi Calander
03.00	Liqa Ma'al Arab: Lesson No.424
04.00	Rohani Khazain: Quiz Programme
	33rd Programme of Volume No.3
04.40	Recontre Avec Les Francophones:
	With Huzoor and French Speaking Guests
05.40	Ramadhan Programme: Various Items
	Hosted by Naseer Qamar Sahib
06.05	Tilawat, News, Dars Malfoozat
07.00	Moshaira: 'Barakate Khilafat' – Part 3
	Produced by MTA Pakistan
07.55	Rohani Khazain: Quiz Programme ®
08.35	Safar Hum Nay Kiya: 'Shalimar Bagh' Lahore
08.55	Liqa Ma'al Arab: With Huzoor ®
09.55	Indonesian Service: Friday Sermon
	Delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV
11.00	Dars ul Quran: Lesson No.09
	From Fazl Mosque London
12.30	Ramadhan Programme ®
13.05	Tilawat, News
13.30	Bengali Service: Various Items
14.30	Seerat un Nabi (saw): Program No.9
15.45	Tilawat
15.55	Quiz Program: Hijri Shamsi Calander
16.45	German Service
18.05	Tilawat
18.15	Rencontre Avec Les Francophones: ®
19.15	Liqa Ma'al Arab: Session No.424 ®
20.15	Moshaira: Part 3 ®
21.00	Dars ul Quran: Lesson No.09 ®
22.30	Majlis e Irfan: With Huzoor
23.30	Rohani Khazain: Quiz Programme ®

Tuesday 27th November 2001

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
01.00	Dras ul Quran: Lesson No.09 ®
02.30	Children's Corner: Yassarnal Quran Class
	Lesson No.22
02.55	Urdu Class: With Huzoor
	Lesson No.303 / Rec.13.08.97
04.05	Medical Matters: Skin Conditions
	Hosted: Dr. Sultan Ahmad Mubasher Sahib
04.30	Bengali Mulaqat: With Hazoor – Rec.07.12.99
05.35	Ramadhan Program: No.3 - With Imam
	Ata ul M. Rashed Sb. & Khuddam
06.05	Tilawat, News, Dars ul Hadith
07.00	Pushto Programme: Friday Sermon
	Rec: 23.03.01
08.00	Medical Matters: Skin Conditions ®
08.25	Safar Hum Nay Kiya: Visit to a Fish Farm
08.45	Urdu Class: With Huzoor®
09.55	Indonesian Service: Various Items
11:00	Dars ul Quran: Lesson No.10
	By Hadhrat Khalifatul Masih IV
12.35	Ramadhan Program: With Naseer Qamar Sb
13.05	Tilawat, News
13.35	Bengali Service: Various Items
14.35	Seerat un Nabi (saw): Prog. No.12®
15.25	Ramadhan Program: With Imam Rashid Sb ®
15.45	Tilawat
15.50	Bengali Mulaqat: Rec.07.12.99
16.55	German Service: Various Items
18.05	Tilawat
18.10	French Service: Various Items
19.10	Urdu Class: By Huzoor ®
20.20	MTA Norway: Book reading No.19
	'Christianity: A Journey from fact to fiction'
21.00	Dars ul Quran: Lesson No.10 ®
22.30	Bengali Mulaqat: With Huzoor ®
23.35	Medical Matters: Skin Conditions ®

Wednesday 28th November 2001

00.05	Tilawat, News, Dars ul Hadith
01.00	Dars ul Quran: Lesson No.10 ®
02.30	Children's Corner: Hikayatee Shireen
	TopicThe 1stMessage of the Holy Prophet(saw)
02.45	Children's Corner: Waqfeene Nau Program
03.15	Liqa Ma'al Arab: Session No.425
	Rec: 16.07.98
04.25	Atfal Mulaqat: With Huzoor
	Rec: 13.09.00
05.35	Let's Talk About Ramadhan: Discussion
	Presented by Imam Ata ul Mujeeb Rashid Sb.
06.05	Tilawat, News, Dars ul Hadith
07.00	Swahili Muzakhra: Part 1
	Topic: The life of the Holy Prophet (saw)
	Hosted by Abdul Basit Shahid Sahib
07.25	Swahili Dars ul Hadith
08.00	Al-Maidah: Shami Kebab etc ®
08.55	Liqa Ma'al Arab: Session No.425 ®
09.55	Indonesian Service: Various Items
11.00	Dars ul Quran: Lesson No.11
	By Hadhrat Khalifatul Masih IV
12.30	A Talk about Ramadhan: With N.Qamar Sb ®
13.05	Tilawat, News
13.30	Bengali Service: Various Items
14.30	Seerat un Nabi (saw):
	Hosted by Saud Ahmad Khan Sahib
15.40	Tilawat
15.50	Atfal Mulaqat: Rec.13.09.00 ®
16.55	German Service; Various Items
18.05	Tilawat
18.15	Rencontre Avec Les Francophones ®
19.20	Liqa Ma'al Arab: Session No.425 ®
20.25	Discussion About Ramadhan ®
21.00	Dars ul Quran: Lesson No.11 ®
22.40	Atfal Mulaqat: Rec: 13.09.00 ®

Thursday 29th November 2001

00.05	Tilawat, News, Dars ul Hadith
01.00	Dars ul Quran: Lesson No.11
02.30	Children's Corner: Guldasta No.36
03.05	Urdu Class: Lesson No. 304
	Rec:07.09.97
04.00	The books of Hadhrat Khalifatul Masih I (ra)
	Hosted by Fuzail Ahmad Ayaz Sahib – Part 2
04.30	Q/A Session: With Huzoor & English Speakers
	Rec: 14.11.98 – Part I
05.25	Lets Talk About Ramadhan:
	Discussion Program With Imam Rashid Sb.
06.05	Tilawat, News, Dars ul Hadith
06.55	Sindhi Muzakhra: Love of God
	Hosted by Sayyed Ahmad Tahir Suhail Sahib
07.40	Sindhi Dars: Importance of Salat
07.55	The books of Hadhrat Khalifatul Masih I (ra)
08.25	Sang-e-Meel: 'Dolls'
	Presented by Fareed Ahmad Naveed Sahib
08.55	Urdu Class: Lesson No.304 – Rec.07.09.97
09.50	Indonesian Service: Various Items
11.00	Dars ul Quran: Lesson No.12
	By Hadhrat Khalifatul Masih IV
12.30	Ramadhan Program: By Naseer Qamar Sb.
13.05	Tilawat, News
13.30	Bengali Service: Friday Sermon by Huzoor
	Rec: 17.01.97
14.35	Seert un Nabi (saw): Discussion: Part 13
	Produced by MTA Pakistan
15.30	Dasul Hadith, Nazm Tilawat
16.00	Q/A Session: With Huzoor & English Guests ®
	Rec: 14.11.98 – Part 1
16.55	German Service: Various Items
18.05	Tilawat
18.10	French Service: MTA Mauritius
19.10	Urdu Class: Lesson No.304 ®
20.05	Sang-E-Meel: 'Dolls' ®
	Presented by Fareed Ahmad Naveed Sahib
20.25	Ramadhan Programme: Fast & Journey ®
21.00	Dars ul Quran: Lesson No.12 ®
22.30	Q/A Session: with Huzoor & English Guests ®
23.30	The Books of Hadhrat Khalifatul Masih I ®

Friday 30th November 2001

00.05	Tilawat, News, Dars ul Hadith
01.00	Dars ul Quran: Lesson No.12 ®
02.30	Annual Industrial Exhibition 2001
02.55	Urdu Class: Lesson No.305/Rec.10.09.97
04.10	Lajna Magazine: Prog. No.22
05.00	Let's Talk About Ramadhan:
	With Imam Rashed Sb.
05.20	Majlis Irfan: Rec.19.11.99
06.05	Tilawat, News, Dars ul Hadith
06.50	Spanish Program: F/S Rec.31.08.01
07.30	MTA Sports: Annual Sports Day Rabwah
08.10	Speech: By Mirza Abdul Haq Sahib
	On the occasion of Jalsa Salana Sargodha
08.40	Urdu Class: Lesson No.305 ®
09.55	A Talk on Ramadhan: With Naseer Qamar Sb.
10.15	Indonesian Service: Various Items
10.45	Bengali Service: Various Items
11.15	Seerat UN Nabi (SAW): Prog. No.15
12.05	Tilawat, News
12.35	A Talk on Ramadhan: Seerat un Nabi (saw)
	By Salim Malik Sahib – Prog. No.2
13.00	Friday Sermon: LIVE FROM LONDON
	Delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV
14.00	Annual Industrial Exhibition 2001: Produced
	By MTA Pakistan
14.25	Majlis e Irfan: With Huzoor
15.25	Ramadhan Prog. With Imam Rashed Sb.
15.45	Tilawat
15.55	Friday Sermon ®
16.55	German Service: Various Items
18.05	Tilawat
18.10	MTA France: Le Premieres Creations, Pt 7
18.45	French Programme: Various Items
19.00	Urdu Class: Lesson No.305 ®
20.15	Friday Sermon ®
21.15	Annual Industrial Exhibition 2001®
21.40	Majlis e Irfan: With Huzoor ®
22.25	Lajna Magazine: Various Items Prog.No.22®
23.15	MTA Sports ®

Saturday 1st December 2001

00.05	Tilawat, MTA News, Dars Malfoozat
00.55	Kehkashan: How to Welcome Ramadhan
	Hosted by Nafees Ahmad Ateeq Sahib
01.25	Friday Sermon: By Huzoor ®
02.25	Children's Corner: Waqfeen e Nau- Prg. No.3
03.00	Liqa Ma'al Arab: Session No.426
	Rec: 21.07.98
04.00	Computers For Everyone: Part No.130
	Hosted by Mansoor Ahmad Nasir Sahib
04.30	German Mulaqat: With Huzoor
05.30	RamadhanPrograme:
	With Imam Rashed Sb.
06.05	Tilawat, News, Dars Malfoozat
06.55	MTA Mauritus: Programme des Varites
07.55	Tabarukaat: From Jalsa Salana Rabwah 1972
	By Maulana Abdul Malik Khan Sahib
08.50	Liqa Ma'al Arab: Session No.426 ®
	Rec: 21.07.98
09.50	Indonesian Service: Various Items
11.00	Dars ul Quran: Lesson No.13
	By Hadhrat Khalifatul Masih IV
	Live from Fazal Mosque London
12.30	Ramadhan Programme: ®
	Hosted by Naseer Qamar Sb.
13.05	Tilawat, News
13.30	Bengali Service: Various Items
14.30	Seerat un Nabi (saw): Programme No.16
	Hosted by Saud Ahmad Khan Sahib
15.25	Ramadhan & Us: With Bashir Orchard Sb
15.55	Tilawat
16.00	German Mulaqat: With Huzoor ®
17.00	German Service: Various Items
18.05	Tilawat
18.15	French Programme: ®
19.15	Liqa Ma'al Arab: Session No.426 ®
20.15	Arabic Programe: Part 1
	Rules of Ramadhan
21.00	Dars ul Quran: Lesson No.13 ®
22.30	German Mulaqat: With Huzoor ®
23.30	Ramadhan Programme: With Imam Rashed ®

Sunday 2nd December 2001

00.05	Tilawat, News, Dars ul Hadith
01.00	Dars-ul-Quran: No.13 ®
	By Hadhrat Khalifatul Masih IV
02.30	Children's Corner: Kudak No.29
02.45	Bait Bazi: Part 3
03.00	Urdu Class: Lesson No.306 /Rec: 12.09.97
04.10	Hamari Kaenat: No.118 / Topic: Plants
04.35	Mulaqat: With Young Lajna & Nasirat
05.35	Ramadhan Programme:
	Host: Imam Rashed Sb.
06.05	Tilawat, News, Dars Hadith
07.00	Mulaqat: Young Lajna & Nasirat ®
08.00	Chinese Programme: Islam Among Religions – Pt 18
	Hosted by Usman Chou Sahib
08.25	Hamari Kaenat: No.118 ®
09.00	Urdu Class: Lesson No.306 ®
10.10	Indonesian Programme: Various Items
11.00	Dars-ul-Quran No.14
	With Hadhrat Khalifatul Masih IV
	Live From Fazal Mosque London
12.35	Ramadhan & its Issues ®
13.05	Tilawat, News
13.40	Bengali service: various Items
14.40	Seerat-un-Nabi (SAW): Program No.16 ®
15.35	Children's Corner: Kudak No.29
15.50	Tilawat
16.00	Friday Sermon: by Hazoor ®
16.55	German Service: Various Items
18.05	Tilawat
18.10	English Programme: Various Items
18.55	Urdu Class: Lesson No.306 ®
20.00	Mulaqat: Young Lajna & Nasirat ®
21.00	Dars-ul-Quran: No.14 ®
22.40	Ramadhan Programme: With Imam Rashid Sb
23.00	Safar Hum Nay Kiya: 'Malum Jabba' ®
	Commentary By Saleem Ud Din Sahib
23.30	Hamari Kaenat: No.118 ®

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8870 8517
Fax: (020) 8875 0249

Vol. 8 | Friday, November 23, 2001 | Issue No. 47

سو سال پہلے
تاریخ احمدیت سے

۱۹۰۱ء

عربی تفسیر "اعجاز المسیح" کی تصنیف واشاعت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیر مہر علی شاہ صاحب اور ان کے ہمنوا علماء کو بالمقابل تفسیر فاتحہ شائع کرنے کا جو چیلنج دے رکھا تھا اس کی میعاد حضور نے ۱۵/دسمبر ۱۹۰۰ء سے ۲۵/فروری ۱۹۰۱ء تک مقرر فرمائی تھی اور لکھا تھا کہ "فریقین میں سے کوئی فریق تفسیر چھاپ کر شائع نہ کرے اور یہ دن گزر جائیں تو وہ جھوٹا سمجھا جائے گا اور اس کے کاذب ہونے کے لئے کسی اور دلیل کی حاجت نہیں رہے گی"۔ سو خدا کے فضل اور اس کی تائید سے حضورؑ کے قلم سے ۲۳/فروری ۱۹۰۱ء کو "اعجاز المسیح" کے نام سے فصیح و بلیغ عربی میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر چھپ کر شائع ہو گئی جو حضورؑ کا ایک عظیم الشان نشان اور بیمثال علمی معجزہ تھا۔

ایک عزت کا خطاب

حضور کو قبل از وقت بتایا گیا تھا کہ آپ کو ایک عزت کا خطاب عطا ہو گا اور اس کے ساتھ بڑا نشان دیا جائے گا۔ اعجاز المسیح سے اللہ تعالیٰ کی یہ بشارت بھی پوری ہوئی اور آپ جناب الٰہی کے دربار سے ایک عزت کی کرسی پر بٹھائے گئے اور سورۃ فاتحہ کی تفسیر سے ایک قابل فخر عزت کا خطاب آپ کو عطا ہوا۔

تصنیف کی تکمیل روح القدس کی تائید

حضور نے ایک ماہ سے بھی کم عرصہ میں یہ تفسیر تصنیف فرمائی تھی کیونکہ ۲۰/جنوری ۱۹۰۱ء تک تو حضور اپنی دیگر دینی مصروفیات کے باعث صرف اردو میں مختصر مواد لکھ سکے تھے اور باوجودیکہ آپ پر ان دنوں مختلف امراض کے ایسے ایسے سخت حملے ہوئے کہ آپ خیال کرتے تھے کہ آخری دم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے روح القدس سے ایسی غیر معمولی تائید و نصرت فرمائی کہ آپ نے عربی زبان میں قلم برداشتہ لکھنا شروع کیا۔ غیب سے بے تکلف مضامین اور الفاظ صف بستہ ہو کر آتے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ مولانا سید محمد احسن صاحب کو کتاب کا پروف دیکھتے ہوئے ایک جگہ پر شبہ ہوا کہ جو لفظ حضور اقدس نے استعمال فرمایا ہے اس کا صلہ آنا چاہئے۔ چونکہ کتاب کا مضمون خدا کی طرف سے آپ کے دل پر جاری ہوا تھا اس لئے جب حضور کے سامنے اس شبہ کا اظہار کیا گیا تو حضور نے فرمایا "جو کچھ مَیں نے لکھا ہے صحیح ہے آپ لغت کی کتاب دیکھ لیں"۔ چنانچہ مولانا صاحب موصوف نے لغت کی بہت سی کتابوں کی ورق گردانی کے بعد معلوم کر لیا کہ جو کچھ حضور نے لکھا تھا درست تھا۔

اعجاز المسیح کے دوران تصنیف کا ایک واقعہ

اعجاز المسیح کے دوران تصنیف کا ایک واقعہ ہے کہ ۱۵/فروری ۱۹۰۱ء کو تعلیم الاسلام سکول کے طلبہ کا کرکٹ میچ تھا۔ حضرت اقدس کے صاحبزادہ نے بچپن کی سادگی میں کہا کہ ابّا! آپ کیوں کرکٹ پر نہیں گئے۔ بچہ کا یہ معصومانہ سوال سن کر حضور پرنور نے جواب دیا "لوگ تو کھیل کر واپس آ جائیں گے مگر مَیں وہ کرکٹ کھیل رہا ہوں جو قیامت تک باقی رہے گا"۔

اعجاز المسیح کے جواب سے علماء کا عاجز آنا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اعجاز المسیح سے متعلق یہ الہام ہوا تھا کہ مَنْ قَامَ لِلْجَوَابِ وَتَنَمَّرَ فَسَوْفَ یَرٰی اَنَّهٗ تَنَدَّمَ وَتَدَمَّرَ۔ یعنی جو شخص اس کتاب کے جواب پر آمادہ ہو گا وہ عنقریب دیکھ لے گا کہ وہ نادم ہو گا اور حسرت کے ساتھ اس کا خاتمہ ہو گا۔ چنانچہ حضور نے یہ پیشگوئی "اعجاز المسیح" کے سرورق پر درج کرنے کے علاوہ اس کتاب میں بھی بڑی تحدی سے اعلان فرمایا کہ اگر آپ کے مقابل دنیا بھر کے علماء، حکماء اور فقہاء اور چھوٹے بڑے سب جمع ہو کر اس جیسی تفسیر لکھنا چاہیں تو وہ ہرگز نہیں لکھ سکیں گے۔ چنانچہ اس عظیم الشان پیشگوئی کے مطابق نہ پیر صاحب کو نہ ان کے علاوہ عرب و عجم کے کسی بڑے سے بڑے عالم و فاضل کو اس کتاب کا فصیح عربی میں جواب دینے کی جرأت ہو سکی۔

مولوی محمد حسن صاحب فیضی کا ادعائے جواب اور اس کی سزا

مولوی محمد حسن فیضی ساکن موضع بھین تحصیل چکوال ضلع جہلم (مدرس نعمانیہ واقع شاہی مسجد لاہور) نے عوام میں شائع کیا کہ مَیں اس کتاب کا جواب لکھتا ہوں۔ مگر سلطان القلم کے بیان فرمودہ حقائق و معارف کا وہ عربی میں کیا جواب دے سکتے تھے۔ انہوں نے اردو میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کے خلاف "اعجاز المسیح" اور مولانا امروہی کی کتاب "شمس بازغہ" کے حاشیہ پر ایک لمبا چوڑا مضمون لکھا جس میں انہوں نے ضمناً اعجاز المسیح کی چند مفروضہ غلطیاں بھی تحریر کیں اور بعض تواردات کو سرقہ قرار دیتے ہوئے آسمانی نکات کا بھی مذاق اڑایا اور بالآخر بعض مقامات پر "لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ" تک لکھ ڈالا۔ لیکن اس لعنت پر ابھی ایک ہفتہ بھی نہیں گزرا تھا کہ وہ خود موت کے پنجے میں آ گئے۔ اس طرح انہوں نے اعجاز المسیح کے خلاف قلم اٹھا کر معاذاللہ خدا کے جری پہلوان کی ذلت و شکست کا ارادہ کیا تو خود ہی چند دنوں کے اندر اندر اس جہان سے حسرتوں کے ساتھ اٹھ گئے اور ان کی موت مسیح پاک کی صداقت پر ہمیشہ کے لئے ایک نشان چھوڑ گئی۔

پیر مہر علی شاہ صاحب کی طرف سے 'سیف چشتیائی' کی اشاعت

پیر مہر علی شاہ صاحب جو اعجاز المسیح کے اولین مخاطب تھے مہینوں خاموش رہے مگر محمد حسن صاحب کی وفات کے بعد جب کہ 'اعجاز المسیح' کو شائع ہوئے ایک عرصہ ہو چکا تھا انہوں نے 'اعجاز المسیح' کے جواب میں 'سیف چشتیائی' کے نام سے اردو میں ایک کتاب شائع کی جو حضور علیہ السلام کو یکم جولائی ۱۹۰۲ء کو بذریعہ ڈاک پہنچی۔ حضور اس وقت "نزول المسیح" تصنیف فرما رہے تھے۔ کتاب پہنچنے سے قبل ہی حضور کو خبر پہنچ چکی تھی کہ پیر صاحب 'اعجاز المسیح' کے مقابل پر ایک کتاب لکھ رہے ہیں۔ مگر حضور کو یہ امید نہ تھی کہ وہ عربی تفسیر کا جواب اردو میں لکھیں گے۔ لیکن آپ کا یہ خیال صحیح نہ نکلا۔ حضور نے جب ان کی کتاب "سیف چشتیائی" دیکھی تو وہ اردو زبان میں تھی اور تفسیر کا نام و نشان اس میں نہ تھا۔ البتہ "اعجاز المسیح" کے چند فقروں پر چند صفحات میں نکتہ چینی ضرور کی گئی تھی اور آپ پر سرقہ کا الزام لگایا گیا تھا۔ "اعجاز المسیح" پر ایک عرصہ گزرنے کے بعد بھی پیر مہر علی شاہ صاحب کا عربی تفسیر کا مقابلہ سے کھلم کھلا گریز کرنا ان کا اعتراف شکست تھا جس نے اس امر پر مہر تصدیق ثبت کر دی کہ "اعجاز المسیح" خدا کی طرف سے ایک نشان ہے۔ اس پہلو سے "سیف چشتیائی" کے مضمون کے جواب کی سرے سے ضرورت ہی نہ تھی مگر حضور نے 'نزول المسیح' میں بڑی شرح و بسط سے لکھا کہ عرب کے مسلمہ شعراء اور ادباء میں ایک دوسرے کی عبارتیں یا اشعار ہو بہو یا کچھ تغیر کے ساتھ ان کے دیوان میں موجود ہے تو کیا یہ سرقہ ہے یا پھر اسے توارد قرار دیا جائے گا کیونکہ جنہوں نے ہزار ہا نمونے اپنی انشا پردازی کے دنیا کے سامنے پیش کر کے اپنی لیاقت علمی کا سکہ بٹھا دیا ان میں چند فقرات کے اندراج سے ان کا منصب داغدار کرنا انتہائی ظلم ہے۔ اسی طرح خود مَیں نے بیسیوں کتابیں فصیح و بلیغ عربی میں لکھی ہیں کیا یہ تمام علمی لٹریچر "حریری" یا "ہمدانی" کے سرقہ سے تیار ہوا ہے۔ پھر ہزار ہا حقائق و معارف جو ان کتابوں میں لکھے گئے ہیں وہ "حریری" اور "ہمدانی" میں کہاں ہیں؟ پس صرف چند فقرے ہزار فقروں میں سے پیش کر کے یہ دعویٰ کرنا کہ یہ سرقہ ہے، انصاف و دیانت کا خون کرنا ہے۔

ایک اہم اطلاع

ابھی حضور علیہ السلام کا ارادہ اسی الزام کے بارہ میں مزید لکھنے کا تھا کہ ۲۶/جولائی ۱۹۰۲ء کو مولوی محمد حسن فیضی کے ایک دوست میاں شہاب الدین ساکن بھین کے خط کے ذریعہ سے آپ کو یہ خبر ملی کہ پیر مہر علی شاہ صاحب کی "سیف چشتیائی" دراصل مولوی محمد حسن صاحب فیضی کے مسودہ کی من و عن نقل اور مسروقہ ہے جسے "زبدۃ المحققین و رئیس العارفین مولانا حضرت مہر علی شاہ صاحب" کی تصنیف قرار دے کر شائع کیا گیا ہے۔ یہ انکشاف ان پر اتفاقاً ہوا۔ وہ پیر مہر علی شاہ صاحب کی تصنیف "سیف چشتیائی" بیٹھے دیکھ رہے تھے کہ ایک آدمی مولوی محمد حسن صاحب کے گھر کا پتہ پوچھتا ہوا ان کے پاس آیا۔ اس کے پاس کچھ کتابیں بھی تھیں۔ استفسار پر اس آدمی نے بتایا کہ مولوی محمد حسن

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔